



# سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلاة العید

۱۴۳۹ھ

نماز عید کے بعد باتھ اٹھا کر دعائے گائے کا ثبوت

مصنف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

## سارور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلوٰۃ العید (نماز عید کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنے کا ثبوت)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ ۱۴۱۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولوی عبدالحی صاحب کھنوی نے اپنے فتاویٰ کی جلد ثانی میں یہ امر تحریر فرمایا ہے کہ بعد دو گانہ عیدین یا بعد خطبہ عیدین دُعا مانگنا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کسی طرح ثابت نہیں اب وہاں یہ ہے کہ اس پر بڑا غل شور کیا ہے دعائے مذکور کو ناجائز کہتے اور مسلمانوں کو اس سے منع کرتے اور تحریر مذکور سے استدلال ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب فتویٰ دسہ لکھے ہیں ان کی مانتوں نے یہاں تک اثر ڈالا کہ لوگوں نے بعد فراغ النیچگانہ بھی دعا چھوڑ دی اس سے بارے میں حق کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

### الجواب

اللہ کے نام سے شروع جو رحمن و رحیم ہے سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمارے لئے عید کو محبوب بنایا اور اسے ہر عید کو قریب کر لیا بنایا، یوم سعید میں دعا کا حکم دیا، کلام عید میں قبولیت کا وعدہ فرمایا اور صلوٰۃ و سلام ہو اس ذات اقدس پر جس کا چہرہ عید، دیدار عید، میلہ دعید ہے، آپ کی آل محترم اور صحابہ عظام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ  
حَبَّبَنا الْعِیدَ وَجَعَلَهُ مَقْرِبًا لِّکُلِّ بَعِیدٍ  
وَآمَرَنَا بِالسَّلَامِ فِی الْیَوْمِ السَّعِیدِ وَوَعَدَنَا  
بِالْجَابِہِ فِی الْکَلَامِ الْخَمِیدِ وَالصَّلٰوۃُ وَ  
السَّلَامُ عَلٰی مَنْ وَجَّهَ عِیدَہٗ وَلِقَاوۃَ عِیدِہٖ  
مَوْلٰدَہٗ عِیدٌ وَاٰی عِیدٌ عَلٰی اَہْلِ الْکَرَامِ وَصَحْبِہٖ

الغظام ما دعا الله في العيد عيد سعيد و  
تعاين النور والنور عداة العيد و اشهد  
ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمداً  
عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى  
آله وصحبه من يوم ابد الى يوم يعيد آمين  
امين يا عزيز يا مجيد

پر بھی جب تک کوئی تجد سعید عید کے موقع پر دعا  
کرنے والا ہے اور جب تک عید کی صبح کو نور و سرور  
باہم پائے جائیں ہیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سرا کوئی  
معبود نہیں وہ وحدہ لا شریک ہے اور حضرت محمد  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندے اور  
رسول ہیں آپ کی ذات، آل اور صحابہ پر درود و سلام  
ابتدائی دی سے لے کر آخری دن تک ہر

اللهم هداية الحق والصواب (اے اللہ حق اور صواب کی ہدایت عطا فرمائے۔ ت)  
نماز عیدین کے بعد دعا حضرت عالیہ تابعین عظام و محدثین اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت،

قال الفقير عبد المصطفى احمد رضا المحمدي  
السني الحنفي القادري البركاني البريلوي  
غفر الله له وحقق امله انبانا المولى  
عبد الرحمن السراج المكي مفتي بلد الله الحرام  
بيته عند باب الصفا ثمان يقين من ذي الحجة  
سنة خمس وتسعين بعد الالف والمائتين  
في سائر مروياته المحد يثية و الفقهية  
وغير ذلك عن حجة نمانة جمال بن عبد الله  
بن عمر المكي عن الشيخ الاجل عابد السندی  
عن عمه محمد حسين الانصاري اجاز في به الشيخ  
عبد الحافي بن علي المزجاني قراءة على الشيخ محمد  
بن علا والدين المزجاني عن احمد النخعي  
عن محمد اباهلي عن سالم السنوري عن  
النجم الفيض عن الحافظ زكريا الانصاري  
عن الحافظ ابن حجر العسقلاني انا سبه  
ابو عبد الله البجيراني انا قوام الدين الاتفاقي انا

فقير عبد المصطفى احمد رضا المحمدي سني حنفي قادري برکاتی  
بریلوی (اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے اور اس کی امید  
بر لاسے) کہتا ہے کہ میں شیخ عبد الرحمن السراج المکی  
مفتی بلد اللہ الحرام نے باب صفا کے پاس اپنے گھر  
۲۲ ذوالحجہ ۱۲۹۵ھ کو اپنی تمام مرویات کی اجازت  
دی خواہ وہ حدیث کی صورت میں تھیں یا فقہ کی صورت  
میں یا اس کے علاوہ تھیں انھیں مرویات کی اجازت  
محبت زیارہ جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی نے دی انھیں  
شیخ اجل عابد سندی نے انھیں ان کے چچا محمد حسین  
انصاری نے دی، اس نے کہا مجھ ان کی اجازت شیخ  
عبد الحافی بن علی مزجانی نے، انھیں شیخ محمد  
بن علا الدین مزجانی سے قرآن کے طور انھیں احمد نخعی  
نے انھیں محمد باہلی نے انھیں سالم السنوری نے انھیں  
نجم فیضی نے انھیں حافظ زکریا انصاری نے انھیں  
حافظ ابن حجر عسقلانی نے انھیں ابو عبد اللہ بجرانی نے  
انھیں قوام الدین الاتفاقی نے انھیں برکات احمد بن

سعد بن محمد البخاری اور حاتم السفطانی نے انھیں  
حافظ الدین محمد بن محمد بن نصر بخاری نے، یہی حافظ  
الدین البکری نے انھیں محمد بن عبد الستار الکوردی نے  
انھیں عشر بن عبد الحکیم البورسکی نے انھیں عبد الرحمن  
بن محمد الکرمانی نے انھیں ابو جعفر محمد بن حسین بن محمد نے  
جو فخر القضاۃ الاشارہ بنی نے انھیں عبد اللہ الزوزنی نے  
انھیں ابو یزید ابو بکر نے انھیں ابو جعفر الاستریشی نے دیکھا  
سند جو پارہ سب عالی ہے میرے شیخ، میری برکت،  
میرے ولی نعمت، سیدی ذفری آج کل کے لئے میرا  
اعتماد سیدنا امام ہمام عارف اجل العالم الاکمل السید  
آل الرسول الاحمدی المارہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ و  
ارضاہ اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ ان کا ٹھکانہ جنت الفردوس  
میں بنائے) نے مارہرہ منورہ میں اپنے  
آستانے پر ۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ کو تمام روایات  
کی اجازت دی جو انھیں ان کے استاد شاہ عبد العزیز  
محمد ث دہلوی نے اپنے والد گرامی سے انھیں شیخ  
تاج الدین العتسلی مفتی حنفیہ نے انھیں شیخ  
حسن علی نے انھیں شیخ خیر الدین رملی نے انھیں

البرہان احمد بن سعد بن محمد البخاری  
والحاتم السفطانی قالوا ابنا حافظ الدین  
محمد بن محمد بن نصر البخاری هو حافظ  
الدین البکری ابنا الاحامہ محمد بن عبد الستار  
الکوردی ابنا ناصر بن الکریم البورسکی  
ابنا عبد الرحمن بن محمد الکرمانی ابنا ابو بکر  
محمد بن الحسین بن محمد هو الامام فخر  
القضاۃ الارشاد بنی ابنا عبد اللہ الزوزنی  
ابنا ابو یزید ابو بکر ابنا ابو جعفر الاستریشی  
ح و ابنا حاتم ہاربع درج شیخی و برکتی و  
ولی نعمتی و مولائی و سیدی و ذخیرتی و  
سندی لیومی و خدی سیدنا الامام ہمام  
عارف الاجل العالم الاکمل السید آل  
الرسول الاحمدی المارہری رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ و ارضاہ و جعل الفردوس مقالبہ و  
مشوٰۃ لخص خلعت من جمادی الاولیٰ سنۃ  
اربع و تسعین بدارة المطهرة بسا رہرة  
المنورة فی سائر ما یجوز لہ دایۃ عن استافہ

اس سند جلیل کی لطافت اور شانِ جلالت میں غور کرو کہ  
اس کے رجال سیدنا شیخ سے صاحب مذہب امام اعظم  
تک سارے کے سارے معروف و مشہور حنفی  
ہیں اور ان میں سے اکثر اصحاب کی مذہب میں  
تالیفات موجود ہیں ۱۲ منہ (ت)

علیہ انظر الی لطافة هذا السند الجلیل و  
جلالة شأنه فان رجاله کلهم من سیدنا الشیخ  
الی صاحب المذہب الامام الاعظم جمیعہا  
من اجلة اعلام الحنفیۃ و مشاہیرہم و اکثرہم  
اصحاب تالیفات فی المذہب ۱۲ منہ (م)

عبد العزیز المحدث الدہلوی عن <sup>۱۱</sup>ابیہ عن  
 الشیخ تاج الدین القلعي مفتی الحنفیہ عن  
 الشیخ حسن العجمی عن الشیخ خیر الدین  
 الرضی عن الشیخ محمد بن سراج الدین  
 الخافوقی عن <sup>۱۲</sup>احمد بن الشبلی عن ابراہیم  
 النکرکی یعنی صاحب کتاب الفیض عن <sup>۱۳</sup>امین الدین  
 یحییٰ بن محمد الاقصرانی عن الشیخ محمد  
 بن محمد البخاری الحنفی یعنی سید  
 محمد پارسا صاحب فصل الخطاب عن الشیخ  
 حافظ الدین محمد بن محمد بن علی البخاری طاهری  
 عن الامام محمد بن اسماعیل یعنی شارح الوقایہ  
 عن <sup>۱۴</sup>جدہ تاج الشریعہ عن والدہ صدر الشریعہ  
 عن والدہ جمال الدین المحبوبی عن محمد  
 بن ابی بکر البخاری عرفہ باسمہ ثم اذہ عن  
 شمس الانبیا الزرتجری عن شمس الانبیا الحلوانی  
 کلاهما عن الامام الاجل ابی علی النسفی  
 امام الحلوانی فقال عن ابی علی وکذا عن  
 ابی نهایت الاسناد واما الاستروشنی فقال انا  
 ابو علی الحسین بن خضر النسفی انا ابو بکر  
 محمد بن الفضل البخاری هو الامام الشہید  
 بالفضل انا ابو محمد محمد بن محمد  
 بن یعقوب البخاری یعنی الاستاذ السند موقی  
 انا عبد اللہ محمد بن ابی حفص الکبیری  
 انا ابی انا محمد بن الحسن الشیبانی اخبرنا  
 ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم قال کانت

شیخ محمد بن سراج الدین الخافوقی نے انہیں احمد  
 بن شبلی نے انہیں ابراہیم النکرکی صاحب  
 کتاب الفیض نے انہیں امین الدین یحییٰ بن محمد  
 قصرانی نے انہیں شیخ محمد بن محمد البخاری  
 الحنفی یعنی سیدی محمد پارسا صاحب فصل الخطاب  
 نے انہیں شیخ حافظ الدین محمد بن محمد بن علی  
 بخاری طاهری نے انہیں امام صدر الشریعہ  
 یعنی شارح الوقایہ نے انہیں ان کے جدہ تاج الشریعہ  
 نے اپنے والدہ صدر الشریعہ سے انہیں ان کے  
 والدہ جمال الدین محبوبی نے انہیں محمد بن ابی بکر  
 بخاری المعروف امام زادہ نے انہیں شمس الانبیا  
 الزرتجری نے انہیں شمس الانبیا الحلوانی نے  
 اور ان دونوں نے امام اہل ابو علی النسفی سے  
 ان دونوں نے کہا عن ابی علی، اسی طرح انہوں  
 نے تمام سند کو عن کے ساتھ بیان کیا، استروشنی  
 نے کہا بھی ابو علی الحسین بن خضر النسفی انہیں  
 ابو بکر محمد بن الفضل بخاری اور یہ امام فضل  
 کے ساتھ مشہور ہیں انہیں ابو محمد محمد بن عبد اللہ بن  
 محمد بن یعقوب البخاری یعنی الاستاذ السند موقی انہیں  
 عبد اللہ محمد بن ابی حفص الکبیری ان کے والدہ  
 نے انہیں محمد بن حسن الشیبانی نے  
 انہیں امام ابو حنیفہ نے انہیں حماد نے  
 انہیں ابراہیم نے بیان کیا کہ عسید بن ک  
 نماز خطبہ سے پہلے ادا ہوتی پھر نماز کے  
 بعد امام سواری پر کھڑے ہو کر دعا کرتا تھا،



الصلوة في العیدین قبل الخطبة ثم يقف الإمام على  
 راحلته بعد الصلوة فيدعو ويصلي بغير اذان  
 ولا اقامة

یعنی سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مجھے امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام اہل  
 حدادین ابی سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خبر دی کہ امام المجتہدین امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا  
 نماز عیدین خطبہ سے پہلے ہوتی تھی پھر امام اپنے راحلہ پر وقوف کر کے نماز کے بعد دعا مانگتا اور نماز بے اذان و اقامت  
 ہوتی، یہ امام ابراہیم نخعی قدس سرہ اور اجلہ تابعین سے ہیں قریرہ فرماتے کہ انہوں نے روایت فرمایا لا اقل الاکابر  
 تابعین کا معمول تھا تو نماز عیدین کے بعد دعا مانگتا کرتا تابعین کی سنت جو اور پھر ظاہر کہ راحلہ پر وقوف و عدم وقوف  
 مشتبہ دعا کی نفی نہیں کر سکتا کما لا یخفی، پھر ہمارے امام مجتہد سیدنا امام محمد اعلیٰ اللہ وجاہتہ فی دار الابد نے  
 کتاب الآثار شریف میں اس حدیث کو روایت فرمایا مقرر رکھا اور ان کی عادت کو یہ ہے جو اثر اپنے خلاف مذہب  
 ہوتا ہے اُس پر تقریر نہیں فرماتے تو حقیقہ اہل عقیدہ مضمون و دوا بید اہل تثلیث قرون دونوں کے حق میں جو آپ  
 مسئلہ اسی قدر بس ہے مگر فقیر غفرلہ اولی القدر ایضاً مرام و اتمام کلام کے لئے اس مسئلہ میں مقال کو دو  
 عید پر منقسم کرتا ہے۔

**عید اول** میں قرآن و حدیث سے اس دعا کی اجازت اور ادعائے مانعین کی غلطی و شناخت۔  
**عید دوم** فقہائے مولوی لکھنوی سے اسناد پر کلام اور ادہام مانعین کا ازالہ تام والعون من  
 اللہ ولی الانعام (مد اللہ کی جو انعام عطا کرنے والا ہے۔ ت)

**العید الاول** جعل فضل اللہ المعول (عید اول) اور اللہ ہی کے فضل پر بھروسہ ہے۔  
 ظاہر ہے کہ شرع مطہر سے اس دعا کی کبھی مانعت نہیں اور جس امر سے شرع نے منع نہ فرمایا ہرگز ممنوع نہیں  
 ہو سکتا، جو ادعائے منع کو ثبات مانعت اُس کے ذمہ ہے جس سے ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی حمدہ برآ  
 نہ ہو سکے گا بقاعدہ مناظرہ ہیں اسی قدر کہنا کافی، اور اسانید مسائل کا مزدہ لیجئے تو جو کچھ قرآن و حدیث سے  
 قلب فقیر پر فائز ہوا جو کبھی ہوش استماع کیجئے۔

**فاقول** وبالله التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقيق (اللہ ہی کی توفیق ہے اور اس سے  
 تحقیق تک وصول ہوتا ہے۔ ت) **اولا** قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعالیٰ،

فاذا فرغت فانصب ۵ والی ربك فارغب ۶ جب تو فراغت پائے تو مشقت کر اور اپنے رب کی طرف راغب ہو۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اصح الاقوال قول حضرت امام مجاہد تمیز رشید سلطان المفسرین جبرالہ عالم القرآن حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے کہ فراغ سے مراد نماز سے فارغ ہونا اور نصب دعا میں جدوجہد کرنا ہے یعنی باری عزوجل حکم فرماتا ہے جب تو نماز پڑھ چکے تو اچھی طرح دعائیں مشغولی ہو اور اپنے رب کے حضور الحاج و زاری کر۔ تفسیر شریف جلالین میں ہے ،

فاذا فرغت من الصلوة فانصب ۵ "اعب فی اللہ" جب تو نماز سے فارغ ہو تو دعا میں لعب اور مشقت والی ربك فارغب ۶ "تضرع" کہ

عطفہ جلالین میں ہے ،

هذا تکملة تفسیر الامام جلال الدین السجلی علی نسطہ من الاعتقاد علی ارجح الاقوال و ترک التویل بذکر اقوال غیر موضیۃ (مخلصاً) علامہ زرقانی شرع براہب الدین میں فرماتے ہیں ،

هو الصبیح فقد اقتصر علیہ الجلال وقد التزم الاقتصار علی ارجح الاقوال۔ یہی صحیح ہے اسی پر جلال نے اکتفا کیا ہے حالانکہ انھوں نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ رائج اقوال ذکر کریں گے۔ (دست)

اور پُر ظاہر کہ آیت کریمہ مطلق ہے اور باطلا قہ نماز فرض و واجب و نقل سب کو شامل تو بلا شبہ نماز عیدین بھی اس پاک مبارک حکم میں داخل ، یقینی احادیث سے بھی ادوار صلوات کا مطلقاً محل دعا ہونا مستفاد ، و لہذا علماء بشہادت حدیث نماز مطلق کے بعد دعائے گننے کو آداب سے گنتے ہیں ، امام شمس الدین محمد ابن الجوزی حصص حصین اور مولانا علی قاری اُس کی شرح حوزہ تبیین میں فرماتے ہیں ،

سبح القرآن ۹۴/۷۰

سبح جلالین کلاں سورۃ الانشراح میں مذکور ہے مطبوعہ اصح المطابع دہلی ہند ۵۰۲/۲  
سبح خطبۃ الکتاب " " " " ۳/۱  
سبح شرح الزرقانی علی الموابہب اللدنیۃ المقصد الثانی فی اسماہ مطبوعہ مصر ۱۹۵/۳





العامل انما یوفی اجرہ اذا قضی عملہ  
رواہ احمد والبخاری والبیہقی و ابو الشیخ  
عالم کو اُسی وقت اجر کامل دیا جاتا ہے جب عمل  
تمام کر لیتا ہے۔ اسے امام احمد، بخاری، بیہقی اور  
ابراہیم نے ثواب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ  
فی حدیث۔ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ترسائل کے لئے بیشک بہت بڑا موقع دعا ہے کہ مولیٰ کی خدمت و طاعت کے بعد اپنی حاجات عرض کرے  
ولہذا دار و ہوا کہ ہر ختم قرآن پر ایک دعا مقبول ہے یہی دعا خلیل و ابو نعیم و ابن عساکر السی رضی اللہ عنہ  
سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں  
مع کل نعمة دعوة مستجابة۔ ہر ختم کے ساتھ ایک دعا مستجاب ہے۔

طبرانی معجم کبیر میں ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
من ختم القرآن فله دعوة مستجابة۔ جو قرآن ختم کرے اس کے لئے ایک دعا مقبول ہے۔  
اسی لئے روزہ دار کے حق میں ارشاد ہوا کہ افطار کے وقت اس کی ایک دعا رد نہیں ہوتی۔ امام احمد  
مسند اور ترمذی باخاندہ تمسین جامع اور ابنائے ماجہ و حبان و غیرہ اپنی صحاح اور بزار مسند میں حضرت ابو ہریرہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ثلاثة لا ترد دعوتهم الصائم حين يفطر  
الحديث۔ تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک اُن میں روزہ دار  
جب افطار کرے۔ الحدیث

ابن ماجہ و حاکم حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے فرمایا،

ان للصائم عند فطره لدعوة ما تسود  
بیشک روزہ دار کے لئے وقت افطار بالیقین ایک  
دعا ہے کہ رد نہ ہوگی۔

امام حکیم ترمذی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پر نور

- ۱۔ مسند احمد بن حنبل مروی از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲/۲۹۲  
۲۔ شعب الایمان باب فی تعظیم القرآن حدیث ۲۰۸۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۳۴۲  
۳۔ المعجم الکبیر مروی از عرابض بن ساریہ حدیث ۶۴۷ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۸/۲۵۹  
۴۔ سنن ابن ماجہ باب فی الصائم لا ترد دعوتہ إلّا مکتبہ سیدہ کنتی کراچی ص ۱۲۶

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

لکل عبد صائم دعوة مستجابة عند افطاره اعطيها في الدنيا او ذخيره في الآخرة .  
 ہر روزہ دار بندے کے لئے افطار کے وقت ایک  
 دعا مقبول ہے خواہ دنیا میں دے دی جائے یا  
 آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ رکھی جائے۔

و فی الباب احادیث أخر اور بالیقین یہ فضیلت روزہ فرض و واجب و نفل سب کو عام کہ خصوص میں قید  
 خصوص نہیں۔ و لہذا امام عبد العظیم منذری نے دو حدیث پیشین کہ الترغیب فی الصوم مطلقاً میں ایراد فرمایا  
 اور علامہ مناوی نے تیسرے شرح جامع صغیر میں یہ حدیث باب مردی عقلی و سہی عن الی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم بعد لقظ دعوة الصائم (روزہ دار کی دعا۔ ت) کے دونوں نقل (اگرچہ وہ نفل روزہ ہو۔ ت)  
 تحریر کیا تو بلاشبہ نماز بھی کہ افضل اعمال و اعظم ارکان اسلام اور روزے سے زائد موجب رضا سے ذوالجلال  
 و الاکرام سے بڑھ کر نہیں اپنے علوم و اطلاق پر رہے گی اور بعد فرائض طہیث و عاصیہ فرائض سے خاص نہ ہوگی،  
 اور یہ کہ خاص ہر حال کو خود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر دو رکعت نفل کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا  
 مانگنے کا حکم دیا اور فرمایا جو ایسا نہ کرے اُس کی نماز ناقص ہے۔ ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ حضرت فضیل ابن  
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ حضرت مطلب بن ابی و دار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی  
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

الصلوة مثني مثني تشهد في كل ركعتين وختم  
 وتضرع وتسكن وتغنم بيدك يقبول  
 ترفعهما الى ربك مستقبلا ببطونهما وجهك  
 وتقول يا رب يا رب من لم يفعل ذلك فهي  
 كذا وكذا  
 یعنی نماز نفل دو دو رکعت ہے ہر دو رکعت پر التحیات  
 اور خضرع و زاری و تذلل، پھر بعد سلام و دو نفل  
 ہاتھ اپنے رب کی طرف اٹھا کر ہتھیلیاں چہرے کے  
 مقابل رکھ کر عرض کر اسے میرے رب اسے رب میرے  
 جو ایسا نہ کرے تو وہ نماز خنثی و چنان یعنی ناقص ہے۔

مطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں مصرعہ آیا،

فمن لم يفعل ذلك فهو خداج جو ایسا نہ کرے اُس کی نماز میں نقصان ہے۔

۱۔ نوادر الاصول الاصل الستوی فی ان للصائم دعوة الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۸۳  
 ۲۔ تیسرے شرح الجامع الصغیر حدیث ثلاث دعوات مستجابات مکتبۃ الامام الشافعی اریاض ۲۶۷/۱  
 ۳۔ جامع الترمذی باب ما جاء فی التخشع فی الصلوة مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۵۰/۵۱  
 ۴۔ مسند احمد بن حنبل حدیث مطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار الفکر بیروت ۱۶۷/۲

علامہ طاہر کلمہ مجلیح بحار الانوار میں فرماتے ہیں،

فید ثمر تقنع یدیک وهو عطف علی محذوف  
ای اذا فرغت منها فسلم ثم اس فیدیک سائلا  
فوضع الخدر موضع الامور  
پھر سنجیدیاں چہرے کے مقابل کرے اس کا عطف  
محذوف پر ہے یعنی جب وہ دو رکعتوں سے فارغ ہو  
اور سلام کہے تو دعا کے لئے ہاتھ بلند کرے یہاں خبر  
امر کی جگہ مذکور ہے۔ (دست)

تیسیر میں ہے،

ای اذا فرغت منها فسلم ثم اس فیدیک  
فوضع الخدر موضع الطلب الخ  
لا جرم حکم حصین میں اس حدیث ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بزرگتر ترمذی و نسائی نے اشارہ کیا  
کہ قلنا ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا، اسمع قال جوف الذیل الاخر و دبر الصلوات المكتوبات لہم نے عرض کی  
یا رسول اللہ! کون سی دعا زیادہ کُسنی ماتی ہے، فرمایا رات کے نصف اخیر میں اور فرض نمازوں کے بعد (بعد مولف  
علی قادری علیہ رحمۃ الہی نے اُس کی شرح میں لکھا،  
دبر الصلوات المكتوبات ای عقیب الصلوات  
المعروضات و التقیید بها لکنہا افضل  
الحالات فہی ارجی لاجابة الدعوات الخ  
دبر الصلوات المكتوبات کے یہ معنی کہ فرض نمازوں  
کے بعد، اور ان کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ وہ سب  
حالتوں سے افضل ہیں تو ان میں امید اجابت  
زیادہ ہے۔

دیکھو صاف صریح ہے کہ نماز کے بعد محلیت دعا کچھ فرضوں ہی سے خاص نہیں بلکہ اُن میں جو فرضیت  
زیادہ خصوصیت ہے اور یہاں تک کہ سب میں زیادہ کون سی دعا مقبول ہے لہذا اُن کی  
تفصیل فرمائی گئی، بالحد جب تخصیص فرائض باطل ہو چکی تو اخراج واجبات پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اُن پر درمل مطلقہ

۱۴۰	ص ۱۴۰	مطبوعہ خشکی نوکشور لکھنؤ	سے کلمہ بحار الانوار علی مجلیح البحار تحت لفظ قنع
۹۹/۲	ص ۹۹	مکتبۃ الامام الشافعی الریاض	سے تیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث صلوۃ الیل ثنی ثنی الخ
۲۲	ص ۲۲	مطبوعہ افضل المطابع لکھنؤ ہند	سے حصین حصین ادوات الاجابة
۱۸۸/۲	ص ۱۸۸	امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی	جامع الترمذی ابواب الدعوات
۱۳	ص ۱۳	افضل المطابع لکھنؤ ہند	سے حواشی حصین صفحہ مذکورہ کا حاشیہ ۳۱

کے سوا حدیث نافلہ برسیل اولویت ناطق تک جیب ادبار فوافل تک محل دُعا و معتز اجابت میں تو واجبات کے  
اُن سے اعلیٰ و اعظم اور رضا سے اتنی میں اور فردا تم میں کیونکر اس فصل سے خارج ہوں گے حل ہذا الا  
ترجیح المبرجوجہ (یہ ترجیح مروجہ کے سوا کچھ نہیں۔ ست)

**نہم اقوال** بلکہ واقع و نفس الامر کو لیا جائیجے تو فریضہ و نافلہ کے لئے ثبوت خاص بعینہ واجبات کے لئے  
ثبوت خاص ہے کہ واجب حقیقہ کوئی تیسری چیز نہیں بلکہ انھیں دو طرفوں سے ایک میں ہے جسے شہدہ فی  
الثبوت نے مجتہد کے نزدیک ایک امر متوسط کر دیا صاحب شرع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کے حضور روایت  
و درایت ظنون و شبہات کو بار نہیں اگر اُس کے نزدیک شئی مطلوب فی الشرع حقیقہ نامور ہے قطعاً فرض  
ور نہ یقیناً نافلہ ثلاث لہما (ان دو کے علاوہ کوئی تیسری صورت نہیں۔ ست) تو یہ کہ میں زیر قول تنقیح فہم  
فی افعالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فہم عا یقتدی بہ وہو مباح و مستحب و واجب و فرض آپ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ افعال قابل اقتداء مباح، کچھ مستحب، کچھ واجب اور کچھ فرض ہیں۔ ست) تحریر فرمایا:

ان فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بالنسبۃ  
ایسنا یتصف بذلك بان جعل الوتر واجبا  
عیدہ لا مستحبا او فربہا والا فالثابت عندہ  
بدلیل یكون قطعیاً لا محالۃ حق قیاسہ و  
اجتہادہ الا قطعیاً لہ  
یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال ہر ایک نسبت  
ان سے متصف ہیں مثلاً وتر واجب ہے نہ کہ  
مستحب یا فرض، ورنہ آپ کے ہاں دلیل سے ثابت  
امر یقیناً قطعی ہو گا حتیٰ کہ آپ کا قیاس و اجتہاد بھی  
قطعی ہے الخ (ست)

امام محقق علی الاطلاق امامہ الفتح میں فرماتے ہیں:

اللزوم لا حظ باعتبار یسیرت باعتبار عمد و رد  
من الشارح و باعتبار ثبوتہ فی حقنا فلاحظہ  
بالاعتبار انسانی ان کانت طریق ثبوتہ عن  
الشارح قطعیاً کان متعلقہ الفرض و ان  
کان ظنیاً کان الوجوب و لہذا لا یثبت ہذا  
النقسم اعنی الواجب فی حق من سہم من  
النسب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشافہۃ  
لزوم میں دو اعتبار ہیں ایک یہ کہ وہ شارع علیہ اسلام  
سے صادر ہوا اور دوسرا یہ کہ اس کا ثبوت ہمارے  
حق میں ہوا تو دوسرے اعتبار سے اگر اس کا ثبوت  
شارح سے قطعی ہے تو اس کا تقاضا فرضیت ہے  
اور اگر ثبوت ظنی ہے تو وجوب۔ یہی وجہ ہے کہ یہ قسم  
(وجوب) اس شخص کے حق میں ثابت نہیں ہو سکتی  
جس نے براہ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

مع قطعیت دلالة المسبوح علیہ فی حقہ الا  
الفرص او غیر الاثر من السنة فما بعدھا  
وطهر بهذا ان ملاحظتہ بالاعتبار الاول  
لیس فیہ وجوب بل الفرصیۃ او عدمہ  
اللزوم اصلاً اھ ملخصاً

سنا حال کہ مسبوخ کی دلالت قطعی تھی تو اس کے حق میں وہ  
فرض ہی ہو گیا یا لازم نہ ہو گا سنت ہو گیا یا اس سے بخلاف  
درجہ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اول کے اعتبار سے وہ پا  
وجوب نہیں بلکہ فرضیت ہے یا بالکل لزوم ہی نہیں  
اھ ملخصاً (ت)

پس بکھراۓ بشہادت قرآن و حدیث و اقوال علامہ ثابت ہوا کہ نماز پنجگانہ و عیدین و تہجد و غیرہ ہر گز  
ماز کے بعد دُعا، نگاہ شرعاً جائز بلکہ مندوب و مرغوب ہے و بہر المطلب۔

**ثانیاً اقول** وبالله التوفیق وعا بنص قرآن و حدیث و اجماع مرقم و حدیث اعظم مندوبات  
شرع سے ہے اور اس کے مظان اجابت کی تحریری مسنون و محبوب، قابلِ عمل ذکر، اھنا لك دعا تر کونیا  
سبتہ (حضرت زکریا علیہ السلام نے دیا ہے رب سے دعا کی۔ ت)۔ حدیث میں ہے حضور پر نور  
سبتہ عام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان لربکم فی ایام دھرکم نفعات، فتقرضوا  
لہ لعلہ ان یبصرکم نفعۃ منها ولا تشقون  
بعدھا ابداً۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن  
محمد بن مسلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بیشک تمہارے رب کے لئے تمہارے زمانے کے  
دنوں میں کچھ وقت عطا و بخشش و تکمل و جود کے  
ہیں تو انہیں پاس کے تدبیر کرو شاید ان میں سے کوئی  
وقت تمہیں مل جائے تو پھر تمہی بد بختی تمہارے پاس  
نہ آئے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ورخو حدیث نے اُن اوقات سے ایک وقت اجتماع مسلمین کا نشانی دیا کہ ایک گروہ مسلمانان جمع ہو کر دُعا  
مانگے کچھ عرض کریں کچھ آمین کہیں، کتاب المستدک علی البخاری و مسلم میں ہے،

عن جمیب بن مسلمۃ الفہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
وکان مجاب الدعوة قال سمعت رسول اللہ  
یعنی جمیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ مستجاب الدعوة  
تھے، فرماتے ہیں میں نے حضور پر نور سید عالم

سے فتح القدر باب الامارۃ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۳۰۱/۱  
سے القرآن ۳۸/۲  
سے المعجم الکبیر ردی از محمد بن مسلمہ حدیث ۵۱۹ مطبوعہ مکتبۃ فیصلیہ بیروت ۲۳۳/۱۹

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لا یجتمع  
صلوٰۃ وعبادۃ بعضہم یؤتی بعضہم الا  
اجابہم اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی گروہ جس  
نہ ہوگا کہ اُن کے بعض دعا کریں بعض آمین کہیں، مگر  
یہ کہ اللہ عزوجل اُن کی دعا قبول فرمائے گا۔

علماء نے مجمع مسلمان کو اوقات اجابت سے شمار کیا۔ حصص حصص میں ہے، واجتماع المسلمین  
یعنی مجمع مسلمین کا اوقات اجابت سے ہونا حدیث صحاح ستہ سے مستفاد ہے۔ علی قاری شرح میں  
فرماتے ہیں،

ثم کل ما یکون لاجتماع فیہ اکثر کما جمعة  
و لعیدین و غیر ذلک توقع فیہ رجاء الاجابة  
اظہر  
یعنی جس قدر مجمع شیر ہوگا جیسے جمعہ و عیدین و  
عرفات میں، اسی قدر امید اجابت ظاہر  
ہوگی۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ کتاب ہے پھر دعائے نماز پر اختصار ہرگز شرعا مطلوب نہیں بلکہ اس کے خلاف کی  
طلب ثابت، خود حدیث سے مقرر حضور پر نور سید یم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر دو رکعت نفل کے  
بعد پانچ اٹھا کر دعا مانگنے کا حکم دیا اور جو ایسا نہ کرے اس کی نماز کو ناقص بتایا حالانکہ نماز میں دعائیں ہر حکم  
اور وہ وقت چار بار آیا جزائہائی درجہ قرب الہی کا ہے یعنی جو جس میں بالخصوص حکم دعا تھا، حضور پر نور سید المرسلین  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اقرّب ما یکون العبد من ربه وهو صاحب  
فاکثر والذات کما رواد مسلم و ابوداؤد  
والنسائی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
سب سے زیادہ قرب بندے کو اپنے رب سے  
حالتِ بھود میں ہوتا ہے تو اس میں دعا کی کثرت  
کرو۔ اسے مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت  
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

بلکہ اگر سوال نہ بھی ہوں تو تسبیح کہ بھود میں ہوتی ہے خود دعا ہے کہ وہ ذکر ہے امد ہر ذکر دعا۔ مولانا علی قاری  
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں، کل ذکر دعا ہے (ہر ذکر دعا ہے۔ مت) امام حافظ الدین النسخی  
لے المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء حبیب بن مسلمہ کان حبیب الدعوات مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۴۷/۲  
لے حصص حصص اوقات الاجابة مطبوعہ افضل المطابع لکھنؤ ہند ص ۲۳

سہ عربیہ شرح حصص حصص  
بکے سنن النسائی اقرّب ما یکون العبد من اللہ عزوجل مطبوعہ نور محمد کاخانہ تجارت کتب کراچی ۱۰۰/۱  
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح فصل ثانی - مکتبہ المدینہ کراچی ۱۱۲/۵



کافی شرح وافی کی فصل فی تکبیر التشریعی میں فرماتے ہیں،

قال تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیةً ۝۱۔  
اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے، تم اپنے رب سے  
پکارو گرا کر اور آہستہ (ت)

کل ذکر دعاء (ہر ذکر دعا ہے۔ ت) اس معنی پر فقیر نے اپنے رسالہ ایذان الاحقر فی اذانت  
الغیر (دفعہ کرنے کے بعد قریب اذان کے جو اذان پر نادرت تحقیق۔ ت) میں دلائل واضح ذکر کئے اور اس سے  
زیادہ کلام مستوفی فقیر کے رسالہ نسیم لصباء فی ان الاذان یعول الوفاء (در صحیح کہ ہوا اس بارے میں  
کہ اذان سے وہ بدل جائی ہے۔ ت) میں ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب الدعوات میں باب الدعاء  
اذا هبط وادیا (جب کسی محل جگہ اترے تو دعا کرے۔ ت) وضع کیا اور اس میں فرمایا: فیہ حدیث جابر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے۔ ت)  
ارشاد الساری میں ہے،

فیہ ای فی الباب حدیث جابر الانصاری  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ السابق فی باب التبیح  
اذا هبط وادیا من کتاب الجہاد بلفظ کنا  
اذا هبطنا کتبنا وانزلنا سبنا هذا انحد  
الحدیث اح بعدہ السند۔  
اس میں یعنی اس مسئلہ میں حضرت جابر انصاری رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث ہے جو کتاب الجہاد کے  
باب التبیح اذا هبط وادیا میں گزری ہے  
الفاظ یہ ہیں، جب ہم بلند جگہ چڑھتے تو تکبیر کہتے اور  
جب اترتے تو سبحان اللہ کہتے۔ یہ حدیث کے آخری  
الفاظ میں اح سند محذوف ہے۔ (ت)

دیکھو امام بخاری عمید الرحمة الباری نے صرف تفسیر کو دعا ٹھہرایا اور التبیح اذا هبط وادیا والدعاء  
اذا هبط وادیا (جب نیچے اترے تو تبیح پڑھے اور جب نیچے اترے تو دعا کرے۔ ت) کا ایک مصداق  
بتایا تو بآئنگے ایسے قریب اتم کے وقت میں نماز میں دعائیں پڑھیں پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
اُن پر قناعت پسند نہ فرمائی اور بعد سلام پھر دعا کی تاکید شدیدی کی۔ عقودہ بریں نمازیں آدمی ہر قسم کی دعائیں  
مالک سکنا کما بسط الاثمة فی کتب الفقہیۃ (جیسا کہ آئمہ کرام نے کتب فقہ میں اس کی تفصیل بیان

لہ کافی شرح وافی فصل فی تکبیر التشریعی

۹۴۳/۲

مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

کتاب الدعوات

لہ صحیح البخاری

۲۱۸/۹

مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

باب الدعاء اذا هبط وادیا

لہ ارشاد الساری

کی ہے۔ ت، اور حاجت ہر قسم کی اپنے رب جل و علا سے مانگا جاسے اور طلب میں مظنہ اجابت کی تھری کا حکم اور بد وقت حکم، حدیث اعلیٰ مقام اجابت سے، تو بلاشبہ مجمع عیدین میں بعد نماز دعا خاص اذن حدیث ارشاد شرع سے ثابت ہوئی اور حکم فقہ حوالہا کی قلیل ٹھہری وہو المقصود۔

**تھرا قول اگر مجمع عیدین کے لئے شرع میں کوئی خصوصیت نہ آئی تو اس عموم میں دخول ثابت تھا** نہ کہ حدیث نے اُس کی خصوصیت عظیم ارشاد فرمائی اور اُس میں دعا پر نہایت تحریریں و ترغیب آئی یہاں تک کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس زمانہ غیر صلاح میں کہ فتنہ و فساد سے یکسر پاک و منزہ تھا حکم دیتے کہ عیدین میں کناریاں اور پریشیں نہ آئیں باہر تئیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک نہ ہوں حتیٰ کہ حائل غور توں کو حکم ہوتا ہے الگ بیٹھیں اور اس دن کی دعا میں شریک نہ ہوں جہاں، امام احمد و اصحاب صحاح ستہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تخرجوا العواتق وذوات الخدور والحيض و  
يعتزل الحيض المصلى ويشهد الخبير و  
دعوة المسلمين  
فوجہ کناریاں اور پردہ والیاں اور حائل غور تئیں  
سب عید نگاہ کو جائیں اور حیض والیاں عید گاہ سے  
الگ بیٹھیں اور اس مجلس بجلدائی اور مسلمانوں کی دعا میں  
حاضر ہوں۔

صحیح بخاری کی دوسری روایت ان لفظوں سے ہے:

قالت كن فومر ان يخرج يوم العيد حتى  
تخرج البكر من حدرها حتى تخرج الحيض  
فيكون خلف الناس فيكون بتكبيرهم و  
يدعون بدعائهم يرجون بركة ذلك  
اليوم وطهرت

یعنی ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم عورتوں  
کو حکم دیا جاتا تھا کہ عید کے دن باہر جائیں یہاں تک  
کہ کناری اپنے پردے سے باہر نکلیں یہاں تک  
کہ حیض والیاں باہر آئیں صفوں کے پیچھے بیٹھیں  
کی تکبیر پر تکبیر کہیں اور ان کی دعا کے ساتھ  
مانگیں اس دن کی برکت و پاکیزگی کی امید کریں۔

امام بیہقی اور ابوالرشیح ابی جہان کتاب الثواب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما  
عنه اقول اس حدیث نفیس کا شاہد روایت امام عقیلی حدیث انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
فقیر میں بندہ ضعیف سے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک مندرجہ ہے  
صحیح البخاری باب شہود النی فی العیدین الخ  
مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی  
۳۴/۱  
۱۳۲/۱

سے راوی،

ابن مسعود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
یقول اذا کانت عداۃ الفطر بعث اللہ عزوجل  
الملائکۃ فی کل بلد (و ذکر الحدیث الثانی  
قال) فاذا ابرئوا الی مصلاتهم فیقول  
اللہ عزوجل اوساق الحدیث الثانی  
قال، ویقول یا عبادى سلونی عسرفی  
جلالی لا تسئلونی الیوم شینا فی جمعکم  
لاخرتکم لا اعطیتکم ولا لدنیاکم ولا نظرت  
لکم، فوسئلونی لاستقرن علیکم حقراتکم  
ما راقتونی وعزتی وجلالی لا اخزیکم و  
لا افضحکم بین اصحاب الحدود والنصوف  
مغفور انکم قد ارضیتونی ورضیت عنکم  
(مختصر من حدیث طویل)

یعنی حضور پر نور سید یوم الفطر علیہ افضل الصلوۃ  
والسلام نے فرمایا، جب عید کی صبح ہوتی ہے مولیٰ  
سبحنہ تعالیٰ ہر شہر میں فرشتے بھیجتا ہے (اس کے  
بعد حدیث میں فرشتوں کا شہر کے ہر ناکہ پر کھڑا ہونا  
اور مسلمانوں کو عید گاہ کی طرف بلانا بیان فرمایا، پھر  
ارشاد ہوا جب مسلمان عید گاہ کی طرف میدان میں  
آتے ہیں مولیٰ سبحنہ تعالیٰ فرشتوں سے یوں فرماتا  
ہے اور ملائکہ اس سے یوں عرض کرتے ہیں) پھر  
فرمایا رب تبارک و تعالیٰ مسلمانوں سے ارشاد فرماتا  
ہے اسے میرے بندو! مانگو کہ مجھے اپنے عزت و  
جلال کی آج اس جگہ میں جو چیز اپنی آخرت کے لئے  
مانگو گے میں تمہیں عطا فرماؤں گا اور جو کچھ دنیا کا سؤل  
کر دو گے اُس میں تمہارے لئے نظر کروں گا (یعنی دنیا  
کی چیزیں خیر و شر دونوں کو تمہیں ہیں اور آدمی اکثر اپنی  
نادانی سے خیر کو شر، شر کو خیر سمجھ لیتا ہے اہم اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے لہذا دنیا کے لئے جو کچھ مانگو گے  
اُس میں کمال رحمت نظر فرمائی جائے گی، اگر وہ چیز تمہارے حق میں بہتر ہوئی عطا ہوگی ورنہ اس کے برابر بلا  
دفع کریں گے یا دُعا روز قیامت کے لئے ذخیرہ رکھیں گے اور یہ بندے کے لئے ہر صورت سے بہتر ہے بلکہ  
اپنی عزت کی قسم ہے جب تک تم میرا رقبہ رکھو گے میں تمہاری لغزشوں کی ستاری فرماؤں گا، مجھے اپنی موت  
و جلال کی قسم میں تمہیں اہل کبار میں فضیلت و رُسوا نہ کروں گا پلٹ جاؤ مغفرت پاسے ہوئے، بیشک تم نے  
مجھے راضی کیا اور میں تم سے خوشنود ہوا۔

فقیر غفرلہ الفنی القدر کہتا ہے اس کلام مبارک کا اَدَل یا عبادى سلونی ہے یعنی اسے میرے  
بندو! مجھ سے دعا کرو، اور آخر النصوف امغفور الیک یعنی گھروں کو پلٹ جاؤ کہ تمہاری مغفرت ہوئی۔





سے تو یوں کہ مجلس نکرہ سیاق شرط میں واقع ہے تو عام ہوا، تخصیص الجامع الکبیر میں ہے :  
 النکرة في الشرط تعميم وفي الجزاء تخص كسهي  
 في التثني والاثبات  
 دیتا ہے جیسا کہ نفی و اثبات میں ہے۔ (ت)  
 جامع صغیر میں ہے :

انه نكرة في موضع الشرط وموضع الشرط نفی  
 والنكرة في التثني تعميم  
 یہ موضع شرط میں نکرہ ہے اور مقام شرط نفی ہے اور نکرہ  
 مقام نفی میں عموم کا معیار ہوتا ہے۔ (ت)  
 معہذا اسمائے شروط سب صورتوں کو عام ہوتے ہیں، امام حنفی علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں،  
 اذا تمام صورتوں میں عام ہے جیسا کہ اسماء الشرط۔  
 اذ تمام صورتوں میں عام ہے جیسا کہ اسماء الشرط کا  
 حال ہوتا ہے۔ (ت)

تو قطعاً تمام صلوات فریضہ و اجود و نافلہ کے جلسے اس حکم میں داخل اور اوجائے تخصیص بے تخصیص معنی مردود  
 و باطل، اور جہت معنی سے یوں کہ جلسہ غیر سے اٹھتے وقت یہ دعا کرنا اس غیر کے بجاداشت کے لئے ہے تو  
 جو غیر جس قدر اکبر و اعظم اُسی قدر اُس کا حفظ ضروری و اہم اور بلاشبہ غیر نماز سب چیزوں سے افضل و اعلیٰ تو  
 ہر نماز کے بعد اس دعا کا اٹکنا مذکور ہوا یا رب! مگر نماز عیدین نماز نہیں یا اس کے حفظ کی جانب نیاز نہیں  
 یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ ہمارا یا رب! ارشاد ماورائے عیدین یا ماورائے نماز میں  
 ہے یا اس کے بعد یہ دعا کرنا، لیکن اللہ میں جلسہ صلوات کا اس حکم میں دخول عموم لفظ و شہادت معنی شہرت  
 کرتا ہوں خود حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیوں نہ ذکر کروں جس میں صحت تصریح کہ حضور  
 پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفس نفیس جلسہ نماز کو اس حکم میں داخل فرمایا تحریک حدیث  
 تو اوپر سن چکے کہ نسائی و ابن ابی الدنیا و حاکم و بیہقی نے روایت کی اب لفظ سننے، نسائی کی نوح من  
 الذکر بعد التسليم میں ہے :

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت ان  
 رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
 یعنی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں  
 حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب

لے تخصیص الجامع الکبیر  
 لے الجامع الصغیر  
 لے فتح القدیر



کائن اذا جلس مجلسا او جلسي تكلم بكلمات  
فما تله عائشة عن الكلمات فقال ان تكلم  
بحیركان طاب عليهن الى يوم القيمة وان تكلم  
بشركان كفر مرة له سبحانه اللهم وبمحمدك  
استغفرک واتوب اليك

کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے کچھ کلمات فرماتے،  
ام المؤمنین نے وہ کلمات پوچھے، فرمایا وہ ایسے  
ہیں کہ اگر اس مجلس میں کوئی نیک بات کہی ہے تو  
یہ قیامت تک اس پر فخر ہو جائیں گے اور بُری کہی  
سے تو کفارہ۔ اَللّٰہی! میں تیری تسبیح و حمد بجا لاتا ہوں  
تجھ سے استغفار و توبہ کرتا ہوں۔

پس بحمد اللہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ نماز عیدین کے بعد اذان کے بعد حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی لفظ لا یدعون بنون تاکید ارشاد ہوا بلکہ انصاف کیجئے تو حدیث ام المؤمنین  
صلی اللہ تعالیٰ علیہا وعلیہا وسلم خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بعد نماز عیدین دعاء نکلتا  
ہوتا ہی ہے کہ جیسے زیر اذا داخل تو ہر صورت نماز کو عام و شامل اور منجملہ سور نماز عیدین، تو حکم مذکور انھیں بھی  
تداول۔ پس یہ حدیث جلیل بحمد اللہ خاص جزئیہ کی تصریح کامل۔

مرأبعا اقول وبالله التوفيق اسی سب سے قطع نظر کیجئے تو دعا مطلقا اعظم منہ ہاں وغیرہ  
اجل مظلوم بات شرعیہ سے ہے کہ شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہیں یہ تعین وقت و تخصیص ہیأت مطلقا  
اس کی اجازت دی اور اس کی طرف دعوت فرمائی اور اس کی تکثیر کی رغبت رکھی اور اس کے ترک پر وعید آئی،  
مولیٰ مجتہد تعالیٰ فرماتا ہے،

وقل ربکم ادعونی استجب لکم  
اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں  
قبول کروں گا۔

اور فرماتا ہے،  
اجیب دعوت السداع اذا دعانت  
قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا جب مجھ  
پکارے۔

حدیث قدسی میں فرماتا ہے،

لے سنن الفسائی کتاب المسود نوح من اللہ کریم القسیم مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۴/۱۹

۹۰/۳۹

۱۸۶/۲



**احادیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** اس باب میں سرحد تواتر پر خیر زین، ایک جملہ صالحہ اُن سے حضرت  
 حاتم المحققین شام المدقین سیدنا الولادہ قدس سرہ الماجد نے رسالہ مستطابہ احسن الوصا لأدب  
 الدعاء میں ذکر فرمایا اور فقیر غفرلہ المولیٰ القدر نے اس کی شرح مستحی بہ ذیل المدعایا احسن الوصا  
 میں اُن کی تحریکات کا پتا بتایا باقی کتاب الترفیب امام منذری و حسن حصین امام ابن الجزری وغیرہ تصانیف  
 علما ان احادیث کی کفیل ہیں، میں بخوف اطالہ احادیث فضائل سے عطف عنان کر کے صرف اُن بعض بیرون  
 پراقتصار کرتا ہوں جن میں دعا کی تاکید یا اُس کے ترک پر تنبیہ یا اُس کی تکثیر کا حکم دیکھ ہے۔

**حدیث ۱:** عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:  
 علیکم عباد اللہ بالدعاء۔ رواہ الترمذی خدا کے بندو! دعا کو لازم پکڑو۔ اسے ترمذی نے  
 مستطاباً و المحاکم و صحیحہ۔ روایت کر کے غریب کہا اور حاکم نے روایت کہنے  
 صحیح کہا۔

**حدیث ۲:** یزید بن خازم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:  
 صلوا علی واجتهدوا فی الدعاء۔ رواہ الامام احمد والنسائی والطبرانی فی الکبیر  
 و ابن سعد وسموہ و البیہقی و البیہقی و  
 ابن قانع۔ مجھ پر درود بھیجو اور دعا میں کوشش کرو۔ اسے  
 امام احمد، نسائی اور طبرانی نے کبیر میں، ابن سعد  
 سموہ، غنوی، باوردی اور ابن قانع نے  
 روایت کیا۔

**حدیث ۳:** انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:  
 لا تعجزوا فی الدعاء فانہ لن یهلك مع الدعاء۔  
 احادیث رواہ ابن حبان فی صحیحہ و الحاکم  
 و صحیحہ۔ دعا میں ہرجا نہ کرو جو دعا کرتا ہے گا ہرگز ہلاک نہ ہوگا۔  
 اسے ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے روایت  
 کر کے صحیح قرار دیا۔

**حدیث ۴:** جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:  
 تدعون اللہ لیسکم و نہارکم فان الدعاء رات دن خدا سے دعا مانگو کہ دعا مسلمان کا

صلاح المؤمن <sup>۱</sup>۔ روایۃ ابو یعلیٰ  
**حدیث ۵** : عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اکثروا الدعاء بالعاصیۃ <sup>۲</sup>۔ روایۃ الحاکم  
 عافیت کی دعا اکثر مانگ۔ امام حاکم نے اسے  
 سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

**حدیث ۶** : انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
 اکثر من الدعاء فان الدعاء یورث القضاۃ  
 دعا کی کثرت کرو کہ دعا قضاے مجرم کو رد کرتی ہے۔  
 اسے ابو اسنیخ نے کراہ میں نقل کیا ہے۔

اس حدیث کی شرح فقیر کے رسالہ ذیل الدعاء میں دیکھئے۔

**حدیث ۷ و ۸** : جہادہ صامت والبرسیدہ خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیثوں میں ہے ایک بار  
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی تفصیل ارشاد فرمائی، صحابہ نے عرض کی، اذا نکثت ایسا  
 ہے تو ہم دعا کی کثرت کریں گے، فرمایا، اللہ اکثر اللہ عزوجل کا کرم بہت کثیر ہے وہی الدعاء ایسیۃ  
 الاخری (دوسری روایت میں ہے۔ ت) اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے،

روایۃ الترمذی والحاکم عن عبادۃ وصحباہ  
 واحمد والبخاری وابو یعلیٰ باسانید حیدۃ  
 والحاکم وقال صحیحہم الا سناد عن ابی سعید  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔  
 اسے امام ترمذی اور حاکم نے حضرت جہادہ رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے صحیح قرار دیا، امام احمد  
 بزار اور ابو یعلیٰ نے اسانید حیدہ کے ساتھ روایت  
 کیا ہے اور حاکم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہما سے روایت کر کے فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

**حدیث ۹ و ۱۰** : سلمان فارسی والبربرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیثوں میں ہے حضور والا صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم مروی از جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ۱۸۰۶ مطبوعہ موسستہ علوم القرآن بیروت ۳۲۹/۲

۱۸۰۶/۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت کتاب الدعاء مطبوعہ دار الفکر بیروت

۳۲۹/۲ مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی بیروت ۶۳/۲

۱۴۳/۲ مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی اجواب الدعوات

۱۸۰۶/۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت مروی از ابوسعید الخدری



مخصوص و مقید کرنے والا کون؟ خدا و رسول عز و مجدہ و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس چیز سے منع نہ فرمایا دوسرا اسے منع کرنے والا کون؟ قال تعالیٰ:

وَلَا تَقُولُوا لِمَا كُنْهَتْ آيَاتُكُمْ أَنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۚ هَٰذَا جُلُودُ الْوَحْشِ حَرَامٌ لِّتَقْفَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْعَلُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ۚ

اور نہ کہو اسے جو تمہاری باتیں چھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا عجب نہ ہو گا۔

**اصل یہ ہے کہ** ران ان کے کلمہ کے حکم سے نہ ہی کے لئے ہے۔ جس چیز کو اس نے کسی ہیأت خاصہ محل میں سے مخصوص اور اس پر مقصور و محصور فرمایا اس سے تجاوز جائز نہیں جو تجاوز کرے گا دین میں بدعت نکالے گا اور جس چیز کو اس نے ارسال و اطلاق پر رکھا ہرگز کسی ہیأت و محل پر مقصور نہ ہوگی اور ہمیشہ اپنے اطلاق ہی پر رہے گی جو اس سے بعض صورت کو جدا کرے گا دین میں بدعت پیدا کرے گا ذکر و دعا اسی قبیل سے ہیں کہ زہد شرع مطہر نہ انہیں کسی قید و خصوصیت پر محصور نہ فرمایا بلکہ علماً و مطلقاً ان کی تکثیر کا حکم دیا۔ دعا کے بارے میں آیات و حدیث میں ہی چکے اور دلائل مطلقہ تکثیر ذکر تنہیں اس سلسلہ شمار میں (خاصاً) کئے کہ ہر دعا باہدایت ذکر الہی ہے اور اس پر علما نے تخصیص بھی فرمائی، مولانا قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں اکل دعاء ذکر (ہر دعا ذکر ہے۔ ت) تو اجازت عامہ ذکر کے دلائل بعینہا اجازت عامہ کے دلائل ہیں کہ تعیم افراد اتم یا مساوی، لا یرم تعیم افراد اخص مساوی ہے کمالاً یا خفی (جیسا کہ غنی نہیں ہے۔ ت) ان دلائل جلال کا و فور کامل مداح کا طرفت معتدل غیر خفہ الرولی القدر نے اپنے رسالہ نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الموباد میں اس دعا پر بکثرت آیات و احادیث لکھیں، از انجملہ حدیث حمی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عہ ذکر اتم صرف بنظر کلیہ حاضر ہے ورنہ سابق گزرا کہ دوسری طرف سے یہی کلیہ ہے تو دعاء ذکر قطعاً مساوی اور اب اتحاد اولہ اور بھی واضح و علی ۱۲ منہ دم)





میں ہے ،

داووا علی الذکر فی جمیع الاحوال  
ای داووا علی ذکر اللہ تعالیٰ فی  
جمیع الاحوال

ارشاد العقل السلیم میں ہے ،

داووا علی الذکر اللہ تعالیٰ و حافظوا علی  
مراقبتہ و ساجدہ و دعائہ فی جمیع  
الاحوال

آیت ۲ : قال هذا سمعہ ،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا  
كَثِيرًا

تمام احوال میں ذکر پر مداومت کرو۔ (ت)  
یعنی تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر پر  
دوام اختیار کرو۔ (ت)

تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مداومت  
کرو ، اور مراقبہ ، ساجدات اور رب سے  
دعا کی محافظت کرو۔ (ت)

اسے ایمان والو ! اللہ کا ذکر بکثرت  
کرو۔

علامۃ الوجود مفتی ابوالسعود ارشد میں ارشاد فرماتے ہیں ، یعم الاوقات و الاحوال یہ  
آیت تمام اوقات و احوال کو عام ہے۔

آیت ۳ : قال تعالیٰ شانہ ،

فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَیْذِكُرُوا آبَاءَكُمْ وَ أَشَدَّ  
ذِكْرًا

اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے  
ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

امام نسفی کافی شرح دانی میں فرماتے ہیں : ارید بہ ذکر اللہ تعالیٰ فی الاوقات کلھا اس

۱۔ افکار التنزیل المعرفہ بتفسیر المصنوعی آیہ مذکورہ کے تحت مطبوعہ مصطفیٰ ابابلی مصر ۲۰۴/۱

۲۔ تفسیر المصنوعی المعرفہ بتفسیر المذاریک " " " " دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۴۸/۱

۳۔ تفسیر ارشاد العقل السلیم " " " " احیاء التراث الاسلامی بیروت ۲۲۸/۲

۴۔ القرآن ۴۱/۳۳

۵۔ تفسیر ارشاد العقل السلیم آیہ مذکورہ کے تحت مطبوعہ احیاء التراث الاسلامی بیروت ۱۰۶/۴

۶۔ القرآن ۲۰۰/۲

۷۔ کافی شرح دانی

آیت سے یہ مراد کہ ذکر الہی جمیع اوقات میں کرو۔

آیت ۴: قَالَ تَبَارَكَ مَجْدًا ،

وَإِذْ كَرَّمَ اللَّهُ كَثِيرًا<sup>۱</sup> آدربکثرت خدا کا ذکر کرو۔

معالم میں ہے ، فی جمیع المواطن علی السراء والنساء تمام مواقع میں خوشی و تکلیف میں۔

آیت ۵: قَالَ تَقَدَّسَ وَصَافَهُ ،

وَالَّذِي كَثُرَتْ<sup>۲</sup> آدربکثرت یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد

اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ<sup>۳</sup> وَآجُرًا عَظِيمًا<sup>۴</sup> کرنے والی عزتوں کے لئے اللہ نے مغفرت اور ثواب تیار کر رکھا ہے۔

مولانا شیخ محقق مجدد الحق محدث دہلوی قدس سرہ ما ثبت بالسنۃ میں لکھتے ہیں ،

لا یخفی ان الذکر والتسبیح والتہلیل والذہاء پوشیدہ نہیں کہ ذکر و تسبیح و تہلیل و دعا میں کچھ مضائقہ

لاہاس بہ لانہا مشروحة فی کل الامکنۃ و نہیں کہ یہ چیزیں تو ہر جگہ اور ہر وقت

الامر مان یک مشروع ہیں۔

اللہ کی اس تمجیدی ہی وہ لوگ کہ قرآن و حدیث کی ایسی عام مطلق اجازتوں کے بعد خواہی خواہی ہنگام خدا

کو اس کی یاد و دعا سے روکتے ہیں حالانکہ اُس نے ہرگز اس دعا سے مانعت نہ فرمائی ،

قُلْ اللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْخَرُونَ<sup>۵</sup> اسے عجیب ! ان سے پوچھئے کہ اللہ نے اس کی تعمین

اجازت دی ہے یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔ (ت)

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

پس بھگوانہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ دعائے مذکور فی السوال قطعاً جائز و مندوب ، اور اس

سے مانعت محض بے اصل و باطل و معیوب ،

۱۔ القرآن ۲۵/۸ و ۱۰/۶۲

۲۔ معالم التنزیل علی حاشی خازن پ ۲۱ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۲۲۵/۵

۳۔ القرآن ۲۵/۲

۴۔ ما ثبت بالسنۃ خانہ کتاب ادارہ نعیمیہ رضویہ لاہور ص ۳۲۶

۵۔ القرآن ۵۹/۱۰

والحمد لله هادي القلوب والصلوة والسلام  
 على شفيع النوب وآله وصحبه عبد يحيى  
 العيوب ما تاب لبشمس الطلوع والغروب  
 آمين !

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو دل کو رہنمائی عطا  
 کرنے والا ہے اور صلوة و سلام ہو گناہوں کی شفا  
 کرنے والے پر آپ کی آل و اصحاب پر جن کے عیوب  
 معدوم ہیں جب تک شمس کے لئے طلوع و غروب  
 ہے ، آمین ! (ت)

**العید الثانی** و بجزود الجیب حصول الامانی (اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے مقاصد کا  
 حصول ہے۔ ت) پہلے وہ فرتی پیش نظر رکھ لیے کہ مستدین کا حاصل سعی و مبلغ وہم ظاہر ہو عا شا اس فتح  
 میں جواز و عدم جواز کی اصل بحث نہیں، نہ سائل نے اس سے پوچھا نہ عجیب سے ناجائز کہا بلکہ سوال یوں  
 ہے ما قولہم رحمہم اللہ تعالیٰ (ان رحمہم اللہ تعالیٰ کا کیا قول ہے۔ ت) اس مسئلہ میں کہ جناب  
 رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب و تابعین و تبع تابعین دائرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین  
 بعد نماز عیدین کے دعا مانگتے تھے یا بعد پڑھنے خطبہ عیدین کے کھڑے کھڑے یا بیٹھ کر یا بدون ہاتھ اٹھائے  
 بیٹھ کر یا ہاتھ اٹھائے کتاب توجروا عند اللہ یحسن العباد کتاب کی سند کے ساتھ اسے بیان کر کے  
 اللہ تعالیٰ کے ہاں سے بہتر اجر و جزا پاؤ۔ (ت) اور جو اس پر یہ ہوا المعصوم روایات حدیث سے اس  
 قدر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید سے فراغت کر کے خطبہ پڑھتے تھے اور بعد اس کے  
 معاودت فرماتے ، دعا مانگنا بعد نماز یا خطبہ کے آپ سے ثابت نہیں اسی طرح صحابہ کرام و تابعین و خلفاء سے  
 ثبوت اس امر کا نظر سے نہیں گزرا۔ واللہ اعلم

محمد عبدالحی  
 ابراہیم

حررہ الاجی حضور برہم القوی ابراہیم محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والنجی

**اقول** وباللہ التوفیق وبہ العز ورج حل اد جوال تحقیق (اللہ کی توفیق اور تحقیق کی جستجی

پراسی سے عروج ہے۔ ت) قطع نظر اس سے کہ یہ فرتی محل اجتماع میں کہاں تک پیش ہو سکتا ہے حضرات  
 مانعین کو ہرگز معیہ نہ ہیں سفر، جواز و عدم کا تو اس میں ذکر ہی نہیں، سائل و عجیب دونوں کا کلام ورود و عدم  
 ورود میں ہے پھر عجیب نے صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت نہ ہونے پر حسب مذہب ہی  
 نہ کیا صرف اپنی نظر سے نہ گزرنا کھا اعدہ بر مائل جانتا ہے کہ نہیں اور نہ دیکھا میں زمین و آسمان کا فرق ہے یہاں  
 کے جو اکابر ماہران فہم حدیث ہیں بار بار فرماتے ہیں ہم نے نہ دیکھی اور دوسرے محدثین اس کا پتا دیتے ہیں فقیر نے  
 اس کی متعدد مثالیں اپنے رسالہ صفائح الذبیحہ فی کون الصحافہ بکفی الیدین میں ذکر کیں پھر یہ نہ دیکھا  
 بھی عجیب خاص اپنا بیان کر رہے ہیں نہ کہ ائمہ شان نے اس طرح کی تصریح فرمائی کہ ایسا ہوتا تو نظر سے نہ گزرا کہ

عوض اس نام کا رشا نقل کرتے خصوصاً جبکہ سائل درخواست کر چکا تھا کہ بینوا و افتوا بسند الکتاب الکتاب کی سند کے ساتھ بیان کر دو اور فتویٰ دو۔ (ت) تو آج کل کے بندی ملاکانہ دیکھنا نہ چھوٹنے کی دلیل کیونکر ہو سکتا ہے۔  
 آخر نہ دیکھا کہ فقیر خضر المولیٰ القدر نے حدیث صحیح سے اُس کا نص صریحاً اُترتا ہے جس قدرست اسرار ہم سے واضح کر دیا  
 والحمد لله سبب الغیبیں پھر خصوصاً جزیئہ سے قطع نظر کیجئے جس کا التزام عقلاً و نقلاً کسی طرح ضرور نہیں جب تو  
 فقیر نے خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جس طرح اس کا ثبوت روشن کیا منصف غیر متعصب  
 اس کی قدر جانے گا والحمد لله والمنة پھر سوال میں تتبع تابعین و ائمہ اربعہ سے استعصار تھا عجیب نے اُن  
 کی نسبت اُس قدر بھی نہ لکھا کہ نظر سے نہ گزرا! اس خداداد سے ثبوت۔ ایک ایسی بات کا جواب نہ ہو، بہر حال  
 محل نظر و استناد مستند صرف اس قدر کہ عجیب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فی ثبوت کرتے ہیں اور تقریب  
 یکہ حدیثوں میں یہی وارد ہے کہ نماز کے متصل خطبہ اور خطبہ کے متصل معاودت فرماتے تو دعا کا وقت کون سا رہا  
 اس تقدیر پر ثبوت عدم کا ادعا ہو گا، دوسرے یہ کہ حدیثوں میں صرف نماز و خطبہ و معاودت کا ذکر ہے دعا مذکور  
 نہیں، یہ عدم ثبوت کا دعویٰ ہو گا، اور کلام عجیب سے یہی ظاہر ہے کہ ثبات نہیں کہتے ہیں، بلکہ نہ کرنا ہی ثابت  
 ہے، اور لفظ اسی قدر معلوم ہوتا ہے، بھی اسی طرف ناظر کہ اگر اس سے اثبات عدم مقصود ہوتا تو طرز اد  
 یہ بھی کہ حدیثوں سے صاف ثبات کہ نماز و خطبہ و معاودت میں فعل نہ تھا، پس دعا نہ مانگنا ثابت ہوا یا نہیں شاید  
 حضرات مانعین اپنے نفع کے گمان سے کلام عجیب کو خواہ مخواہ محل اولیٰ پر عمل کریں، لہذا فقیر خضر المولیٰ القدر  
 دونوں محل پر کلام کرتا ہے و بامقہ التوفیق۔

**محل اول** پر یہ کلام خود ہی بوجہ کثیر باطل،

اولاً یہ تو اصل کسی حدیث میں نہیں کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلام پھیرتے ہی  
 بغیر حقیقی معاً خطبہ فرماتے تھے اور خطبہ ختم فرماتے ہی بے فصل فوراً واپس تشریف لاتے غایت یہ کہ کسی  
 حدیث میں ناسے تعقیب آنے سے استدلال کیا جائے، نہ مکرر ہرگز اتصال حقیقی پر والی نہیں کہ دعوت دعا سے  
 فصل کے مانع ہو، فواجح شرح مسلم میں فرمایا،

الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب من غیر  
 مہلة و تراخی بعد فی العروت مہلة و تراخیاً۔  
 فاء ترتیب کے لئے ہے یہ بغیر مہلت و تراخی کے  
 تعاقب کے لئے ہے عروت میں اسے مہلت شمار  
 کیا جاتا ہے اور تراخی بھی صحیح ہے۔ (ت)





بل یحصل علی الاتیان بها بعد حالان السنة  
من لواحق الغریبة وتوابعها ومكملاتها  
فلم تکن اجنبیة عنها مما یفعل بعدھا  
یطلق علیہ انه عقیب الغریبة ین

کیونکہ سنتیں فرائض کے لواحقات، توابع اور ان کی  
تکمیل کا سبب ہیں لہذا یہ فرائض سے اجنبی نہیں ہیں جو  
اسی سنن کے بعد جو اس پر یہ اخلاق کیا جاسکتا ہے  
کہ وہ فرائض کے بعد ہوا۔ (ت)

مثلاً اشنا، تاکہ مفاداً اتصال حقیقی ہے تاہم خوب متنبہ رہنا چاہئے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے نو برس عید کی نمازیں پڑھی ہیں تو احادیث متعددہ کا قائل متعددہ پر محمول ہونا ممکن، پس  
اگر ایک حدیث صلوٰۃ وخطبہ اور دوسری خطبہ و انصراف میں وقوع اتصال پر دلالت کرے اصل بکاؤاد نہیں  
کہ ایک بار بعد خطبہ دوبارہ بعد نماز دعا کا عدم ثابت نہ ہوگا تو (یوں وہ) متشوشے منزلوں دور سے کمالائیں۔  
راجعاً مسلم کہ ایک ہی حدیث میں دونوں اتصال مصرح ہوں تاہم لفظ دوام تو اصلاً کوئی حدیث  
نہ آئی ومن ادلی فعلیہ الیمان (اور جو اس کا دعویٰ کرتا ہے وہ دلیل لائے۔ ت) اور ایک آدھ جگہ  
یصلی فخطب فعاذ (نماز پڑھائی، پس خطبہ دیا اور لوٹ گئے۔ ت) جو بھی تو واقعہ حال ہے اور وقائع  
حالی کے لئے محرم نہیں کما قصوا علیہ (جیسا کہ علماء نے اس پر تصریح کی ہے۔ ت) اور ہم قائل و جوبہ  
لزم نہیں کہ ترک مرتبہ ہمارے منافی ہو اور اگر لفظ کان یصلی فی خطب فیعود (آپ نماز پڑھاتے خطبہ  
ایتے اور لوٹ جاتے۔ ت) بھی فرض کر لیں تو ہنوز اس کا ٹکرا پر دلیل ہونا محمل نزاع نہ کہ دوام، تو عجیب  
اپنے رسالہ غایۃ المقال میں کلام حافظ ابو زرعہ سرائی:

ان فی الصحیحین وغیرہما عن سعید بن  
یزید قال سألت انس بن مالک کان رسول  
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی فی  
تعطیہ فقال نعم وظاہر ان ہذا کانت  
شانہ وعادۃ المستمرة دائماً  
بجاری وسلم وغیرہا میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت انس بن  
مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسالت اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعطیلین کے اندر نماز اور فرما  
تے ہ انہوں نے فرمایا ہاں۔ اس کے ظاہر سے  
یہی محسوس ہوتا ہے کہ آپ کا دائمی معمول تھا لذات۔

نقل کر کے لکھتے ہیں:

حدیث انس سے ان کا اس پر استدلال کہ نعلین میں نماز ادا کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت و دائمی تھی عمل نظر ہے کیونکہ الفاظ حدیث میں ایسی کوئی شئی مروجہ نہیں شاید انہوں نے لفظ کان سے استنباط کیا جو عاقلانہ یہ استنباط ضعیف ہے کیونکہ امام نووی نے شرح مسلم کے کتاب صلوٰۃ اللیل میں تصریح کی ہے کہ لفظ کان محدثین کے عرف میں ہرگز دوام و استمرار پر دلالت نہیں کرتا۔ (ت)

ما ذکرہ من دلالة حدیث انس علی حکون العادة النبویة مستمرة بالصلوٰۃ فی الحال منظور فی عدم وجود ما یدل علیہ فیہ ولعلہ استخرجه من لفظ کان وهو استخراج ضعیف لما نص علیہ الامام النووی فی کتاب صلوٰۃ اللیل من مخرج صحیح مسلم من ان لفظ کان لا یدل علی الاستمرار والدوام فی حق فہم اصلاً

اس سند کی تمام تحقیق فقیر کے رسالہ التاج المکمل فی ائادۃ مدلولات یعمل میں ہے۔  
خامساً یہ سب تو بالائی کلام تھا احادیث پر نظر کیجئے تو وہ اور ہی کچھ اظہار فرماتی ہیں صحاح ستہ وغیرہ خصوصاً صحیحین میں روایات کثیرہ بلفظ ثمر وارد، ثمر فاصلہ و حملت چاہتا ہے تو ادا کر احادیث میں اتصال ہی آیا محض غلط بلکہ حرف اتصال اگر وہ ایک حدیث میں ہے تو کلمۃ انفصال آئے اس میں اب روایا گئے، حدیث ۱: صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

مسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی معیت میں نماز عید الفطر ادا کی اسی سب نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا۔ (ت)

واللفظ لمسلم قال شهدت صلوٰۃ الفطر مع نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان مع نبی اللہ تعالیٰ عنہم فکلہم یصلیہا قبل الخطبة ثم یخطب

حدیث ۲: صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدان میں اور عید الفطر کی نماز پڑھاتے پھر نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے۔ (ت)

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصل فی الاضحی والفقیر ثم یخطب بعد الصلوٰۃ

سہ رسالہ غایۃ المقال من مجموع مسائل عبدالحی فصل فی الصلوٰۃ مطبع چشمہ فیضی بکھنؤ ص ۱۰۹  
سہ صحیح مسلم کتاب العیدین مطبوعہ فورمچوکار خانہ تجارت کتب کراچی ۲۸۹/۱  
سہ صحیح البخاری قادیانی کتب خانہ کراچی ۱۳۱/۱

**حدیث ۳ :** اسی کے باب استقبال الامام الساس فی خطبۃ العید میں حضرت براہ بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

خروج للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم يوم  
اضحى فصلى العید رکعتین ثم اقبل علينا  
بوجهه وقال الحدیث :  
نبي اکرم صلى الله تعالى عليه وسلم اضحى کے دن تشریف  
لائے پھر عید کی دو رکعات پڑھائیں پھر آپ نے  
ہماری طرف رخ کر لیا اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ (ت)

**حدیث ۴ :** اسی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
يوم النحر ثم خطب الحدیث :  
پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
عید الاضحی کے روز نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا۔ (ت)

**حدیث ۵ :** اسی میں حضرت جندب بن عبد اللہ بکلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

صلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم  
يوم النحر ثم خطب ثم ذهب :  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قربانی کے  
دن نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا پھر قربانی کی (ت)

**حدیث ۶ :** جامع الترمذی میں باقائدہ بخیر و تصحیح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے :

كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
وابوبكر وعمر يصليون في العیدین قبل  
الخطبة ثم يخطبون :  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور  
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عیدین کی نماز خطبہ  
سے پہلے پڑھتے تھے پھر خطبہ دیتے۔ (ت)

**حدیث ۷ :** سنن نسائی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
كان يخرج يوم العید فیصلی رکعتین  
ثم يخطب :  
بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید کے  
دن باہر تشریف لاتے آپ دو رکعتیں پڑھتے  
پھر خطبہ دیتے۔ (ت)

۱۳۳/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب العیدین	۱۱ صیح البخاری
۱۳۴/۱	"	"	"
۱۳۴/۱	"	"	"
۱۳۴/۱	"	"	"
۴۰/۱	امین کتب خانہ رشیدیہ دہلی	باب فی صلوة العیدین	۱۱ جامع الترمذی
۲۳۴/۱	فورمہ کار خانہ تجارت کتب کراچی	کتاب صلوة العیدین	۱۱ سنن نسائی



**اقول** تم مسئلہ ہو اور مسئلہ کہ احتیاط کافی نہیں خصوصاً خلافت اصل کمالاً بخفی علی ذی عقل  
(یکسی صاحب عقل پر پوشیدہ نہیں۔ ت) متعذرات بار بار مجدد ترتیب بے معنی اتصالی و تعقیب کے لئے  
آتی ہے، امام بلال الدین سیوطی اتفاق میں زیر بیان فت فرماتے ہیں،

قد تمجی لمجد والرتیب بحو فراغ الی آھلہ کبھی کبھی فارخص ترتیب کے لئے آتی ہے، مثلاً  
فجاء بعجل سمین ۛ فقبرہ الیہم فاقبلت ان آیات میں (ترجمہ آیات) پھر اپنے گھر گیا تو ایک فرہ  
امراتہ فی صرة فصکت وجھہا۔ والزا جرت پھر اسے آیا پھر اسکان کے پاس رکھی۔ اس پر اس کی  
نہجواہ فالآیات لہ بیون پیدائشی پھر پناہ تھا ٹھونکا۔ پھر قسم ان کی کہ  
بھڑک کر پلائیں پھر ان جی عتوں کی کہ قرآن پڑھیں۔ (ت)

بکرم الشہرت میں ہے،

لفاء للترتیب علی سبیل التعقیب ولو فی فار بطریق تعقیب ترتیب کے لئے آتی ہے خواہ  
الذکر لہ وہاں ترتیب ذکر ہی ہو

ترتیب فت کا مجرد ترتیب یا ترتیب فی الذکر مجاز پر عمل اولیٰ ہے یا دس شہر کا مجاز پر۔  
سا و سا یہ عدم فصل بطور سلب محرم لیتے ہو تو ہمیں کیا مفید کہ ہمیں ایجاب کی ضرورت  
نہیں کہ سلب جزئی ہمارے خلاف ہو اور بطور محرم سلب تو دونوں جگہ اس کا بطلان ثابت و واضح۔ صحیح حدیثیں  
تفصیل کر رہی ہیں کہ با یقین دونوں جگہ فصل واقع ہوا نماز و خطبہ میں وہ حدیث (۱۰) کہ ابو داؤد و نسائی و

عہ اقول یہ حدیث صحیح ہے،

روا ابو داؤد عن محمد بن الصباح البزاز اس کو ابو داؤد نے محمد بن الصباح البزاز سے (جو صدوق  
صدوق والنسائی عن محمد بن محمد بن یحییٰ بن یوب ثقة وابن ماجہ عن ہدیۃ بن  
عبد الوہاب صدوق و عمر بن رافع البعلی ہیں) اور حسن بن رافع البعلی (جو کہ ثقہ ہیں) تمام نے  
(باقی اگلے صفحہ پر)

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی :

واللفظ لابن ماجہ قال حضرت العید  
مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
فصلى بنا العید ثم قال قد قضينا الصلوة  
فمن احب ان يجلس للخطبة فليجلس  
ومن احب ان يذهب فليذهب  
ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں میں عید میں حضور پر نور صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا حضور نے نماز عید  
پڑھائی پھر فرمایا ہم نماز پڑھ چکے اب جو سننے کے لئے  
بیٹھنا چاہے بیٹھے اور جو چاہے چلا جائے۔

اگر تشکر کا خیال نہ بھی کیجئے تو یہ کلام نماز خطبہ کے درمیان ذمیل تھا تو ہمیشہ اتصال حقیقی ہونا باطل  
ہوا اور خطبہ و معاودت میں تو فصل کثیر اسی حدیث ہم سے ثابت ہو عنقریب گزری جس کی ایک روایت  
بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی کے یہاں یوں ہے :

صلى (يعني النبي صلى الله تعالى عليه وسلم)  
ثم خطب ثم اتي النساء ومعهم بلال فوعظهن  
وذكرهن وامرهن بالصدقة فرائتهن  
يهوديت بايديهن يقفن فنهفن فثوب  
بلال ثم انطلق هو وبلال الى بيته  
(بقية حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کہا کہ میں فضل بن موسیٰ (جو ثقہ اور مضبوط ہیں) انہوں نے کہا  
ہیں ابن جریج نے عطاء سے (یہ دونوں مقام میں مسلم  
ہیں) سے عبداللہ بن السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ان کو  
اور ان کے باپ کو صحبت سے) پس ابوداؤد اور نسائی  
کی تصویب ہوئی اور ابن عیینہ کا رجال کے ثقہ ہونے  
کے بعد اس کو مرسل بنانا متاثر نہیں کرے گا، پس  
ہمارے ہاں یہ حدیث صحیح ہے ۱۲ منہ (ت)

ثقة ثبت كلهم قالوا ثنا الفضل بن موسى  
ثقة ثبت ثنا ابن جريج عن عطاء  
وهما معا عن عبد الله بن السائب  
رضي الله تعالى عنهما له ولا يبه عجزته  
فتصويب دس وابن معين ارساله غير متاثر  
عندنا بعد ثقة الرجال فالحدیث صحیح  
على اصولنا ۱۲ منہ (م)

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بلال رضی اللہ  
عنه کا شانہ نبوت کو تشریف فرما ہوئے۔

دیکھو خطبہ کے کتنی دیر بعد معاودت ہوئی یہ وعظ و ارشاد کہ بیبیوں کو فرمایا گیا جو یہ خطبہ نہیں جگہ اُس سے  
جدا ہے، صحیحین میں روایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما صاف فرماتے ہیں کہ:

ثم خطب الناس بعد فلما فرغ نبي الله  
صلى الله تعالى عليه وسلم نزل فاق النساء  
فذكرهن ثم احدث.  
یعنی پھر بعد نماز حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے خطبہ فرمایا، جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
خطبہ سے فارغ ہوئے اُن کے بیبیوں کے پاس  
تشریف لئے اور انھیں تذکیر فرمائی، الحدیث۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں ناقل:

هذه الرواية مصروحة بان ذلت كانت  
بعد الخطبة.  
یہ روایت اس پر تصریح ہے کہ یہ عمل خطبہ کے  
بعد تھا۔ (ت)

امام نووی منہاج میں فرماتے ہیں:

انما نزل اليهن بعد فرغ خطبة العيد.  
آپ خواتین کے اجتماع میں خطبہ عید کے بعد تشریف  
لے گئے تھے۔ (ت)

پس بعد اللہ تعالیٰ ماہ نیم ماہ ہر نیم روز کی طرح روشن ہوا کہ اس تقریر سے عدم دعا کا ثبوت چاہنا محض  
ہر اس خام اور اس محل پر یہ کلام خود باطل و بے نظام والحمد للہ ولی الانعام (سب تعریف اللہ کیجئے  
جو انعام کا ملک ہے۔ ت)

اب محل دوم کی طرف چلتے ہیں کہ یہ ماصل کہ حدیثوں میں صرف نماز و خطبہ کا ذکر ہے ان کے بعد  
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعا مانگنا مذکور نہ ہوا۔

اقول یہ حضرات مانعین کے لئے نام کو بھی مفید نہیں، سائل نے اس فعل خاص بخصوصیت خاصہ کا  
سقیہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صدور پوچھا تھا کہ کس طور پر ہوا، اس کا جواب یہی تھا کہ حضور اقدس

۱/۲۸۹ سلم صحیح مسلم کتاب العیدین مطبوعہ فور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۸/۲۹ سلم شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ فرع سادس مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

۱/۲۸۹ سلم منہاج نووی شرح مسلم مع مسلم کتاب سلوۃ العیدین فور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس فعل خاص کی نقل جزئی نظر سے نہ گزری مگر اسے عدم جواز کا فتویٰ جان لینا محض  
جہالت ہے مزہ۔

اولاً عید ازل میں گزر کہ حدیث امام المونی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضور اقدس  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس دعا کا ثبوت فعلی بتا رہی ہے۔

ثانیاً ثبوت فعلی نہ ہوتا تو قول کیا کم ہے بلکہ میں وجہ قول فعل سے اعلیٰ و اتم ہے۔ اب عید ازل کی  
تقریریں پھر یاد کیجئے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو بعد نماز عید خود رب مجید جل و علا کا اپنے  
بندوں سے تعاضا کے دعا فرما رہا ہے۔ اس کے بعد اور کسی ثبوت کی حاجت کیا ہے، اگر کہنے  
وہ حدیث ضعیف ہے اقول فصائل اعمال میں حدیث ضعیف بالاجماع مقبول اور اثبات استحباب  
میں کافی و دانی ہے کما نص علیہ العلماء الفحول (جیسا کہ اکابر علماء نے اس پر تصریح فرمائی ہے)

خود مجیب کے آخر جلد دوم کے فتاویٰ میں ہے،  
حدیث ضعیف برائے استحباب کافی ست چنانچہ  
امام ہمام در فتح القدر و کتاب الجنائز فی فیئہ  
والاستحباب یثبت بالضعیف غییر  
الموضوع انتہی ہے

مثلاً جب شرع مطہر سے حکم مطلق معلوم کہ جواز و استحباب ہے تو ہر فرد کے لئے جدا گانہ ثبوت  
قولی یا فعلی کی اصل حاجت نہیں کہ باجماع و اطلاق عقل و نقل حکم مطلق اپنی تمام خصوصیات میں جاری  
ساری اطلاق حکم کے معنی ہی یہ ہیں کہ اس ماہیت کلیہ یا فرد منتشر کا جہاں وجود ہو حکم کا ورود ہو اور فردیت  
بہ خصوصیت محالی اور وجود عینی و تعینی تضاد تو جس قدر خصوصیات و تعینات معقول ہوں سب التیقین  
اسی حکم مطلق میں داخل، جب تک کسی خاص کا استثناء شرع مطہر سے ثابت نہ ہو اس کا مدہ جلیلہ  
کی تحقیق مبین حضرت خاتم المحققین امام المحدثین حجۃ اللہ فی الارضین سیدنا ابوالوالہ قدس سرہ الماجد  
نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مباحی الفساد میں افادہ فرمائی من شاء فلیستشرف  
بمطالعہ (جو چاہے اس کے مطالعہ کا شرف حاصل کرے۔ مت) یہاں اسی قدر کافی کہ خود حضرت  
وہابیہ کے امام ثانی و معلم اول میاں اسماعیل دہلوی رسالہ بدعت میں لکھتے ہیں،



در باب متافردہ در تحقیق حکم صورت خاصہ کے کہ دیکھو  
جریان حکم مطلق در صورت خاصہ بحوث منہامی نماید  
بجائست متمسک باصل کہ وہاں ثبوت دعویٰ خود حاجت  
بدیہ نظر و دلیل او ہاں حکم مطلق ست و بس۔  
مناظرہ میں کسی صورت خاصہ کے ثبوت کے لئے یہ دعویٰ  
کہ حکم مطلق ہے اور اس کا اطلاق صورت خاصہ پر  
بھی جوتا ہے اصل کے ساتھ استدلال ہے کیونکہ اصل  
کے ساتھ استدلال میں دلیل کی حاجت نہیں ہوتی یہی  
دلیل کافی ہے کہ حکم مطلق ہے۔ (د ت)

رابعاً ہم صدر جواب میں حضرت ائمہ تابعی سے اس دعا کا ثبوت روایت کر آئے پھر حضور اقدس  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت نہ ہونے کو: بخانی کس منہ سے منہ ٹھہر سکے ہیں کہ ان کے نزدیک تشریع  
احکام تابعی تک باقی رہتی اور اُن کے بعد منقطع ہوتی ہے پھر قرن اول سے عدم ثبوت کیا مضرومنافی ہے۔  
خاصاً ہر عامل جانتا ہے کہ اودعا سے ثبوت میں قابل جزم و تصدیق صرف عدم و جہان قابل سہا و  
عدم و جہان عدم وجود کو مستلزم نہیں خصوصاً آئینے زماں میں۔ اور امر واضح ہے اور سب واضح۔ اور گزرا شاذ  
اور آئے گا دوبارہ، ہم نے اس کا کچھ بیان اپنے رسالہ صفحہ اللجین وغیرہ میں لکھا یہاں اتنا ہی بس ہے  
کہ خود حبیب اپنی کتاب السعی المشکور فی رد المذہب العاثر میں لکھتے ہیں،  
فنی روایت سے فنی وجود لازم نہیں نظر اس کے بکتر ہیں کم نہیں منجملہ ان کے حدیث عائشہ ہے جو صحیح بخاری وغیرہ  
میں مروی ہے،

حدایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
یسبح سبحانہ المضحیٰ وانی لا یسبحھا انتھی۔  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز چاشت  
ادا کرتے نہیں دیکھا اور میں ادا کرتی ہوں انتھی (د ت)  
حالانکہ اُس سے فنی وجود لازم نہیں ہے، حدیث متکاثرہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صلوة الغنی ادا کرنا  
ثابت ہے اسی وجہ سے جلال الدین سیوطی رسالہ صلوة الغنی میں لکھتے ہیں الخ۔  
جب ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نزدیک عدم ثبوت و عدم ثبوت واقعی کو مستلزم نہ ہوا،  
تو زید و عمرو و من و تو کس شمار و قطار میں ہیں۔

سادساً عدم ثبوت مان بھی لیں تو اس کا صرف یہ حاصل کہ منقول نہ ہوا، پھر محضاء کے نزدیک عدم نقل  
نقل عدم نہیں یعنی اگر کوئی فعل بخصوصہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں  
آتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا بھی نہ ہو، امام محقق علی الاطلاق فتح القدر میں فرماتے ہیں،

لے رسالہ بدعت میاں پھل دہلوی  
کتاب السعی المشکور لعبدالحی  
بحث اسکی کہ فنی روایت سے فنی وجود لازم نہیں  
صلحہ جہت فنی گفتو گو ۱۱۳

عدم النقل لا ينفى الوجود (عدم نقل نفی وجود کو مستلزم نہیں۔ ت)۔ خود عجیب اپنی سعی مشکوٰۃ میں ترمیم  
الشریعة امام ابن عراق سے نقل کرتے ہیں: عدم الثبوت لا يلزم منه اثبات العدم (عدم ثبوت سے  
اثبات عدم لازم نہیں آتا۔ ت)

سابعاً فادع مدیث جانتا ہے کہ بار بار روایۃ حدیث امور مشہورہ معروفہ کو چھوڑ جاتے ہیں اور ان کا وہ  
ترک دلیل عدم نہیں ہوتا، لیکن کہ یہاں بھی برہنا کے اشتہار حاجت و ذکر نہ جانی ہو اس اشتہار کا پتا اس حدیث صحیح  
سے چلے گا جو ہم نے صدر کلام میں روایت کی کہ جب تابعین نظام میں بعد نماز عیدین دعا کا رواج تھا تو ظاہراً  
انہوں نے یہ طریقہ ائمہ صحابہ کرام اور صحابہ کرام نے حضور سبہ الانام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اخذ کیا،  
حضرات تابعین اگر دیانت پر آئیں تو سچ سچ بتا دیں گے کہ عیدین کے قعدہ اخیر میں خود بھی دعا درود پڑھتے اور  
اسے جائزہ مستحب جاتے ہیں، اس کی خاص نقل حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دکھا دیں یا اپنے  
بدعتی ہونے کا اقرار کریں، اور اگر فرائض پر قیاس یا اطلاقات سے تسک کرتے ہیں تو یہاں کیوں یہ طرق نامقبول  
نظر آتے ہیں واللہ الموفق۔

ثامناً نقل عدم بھی سہی پر وہ نقل منع نہیں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ ما اتکم الرسول فخذوا  
وما نهکم عنہ فانتهوا اور رسول دے وہ لواء جس سے منع فرمائے مازر ہو۔ یہ نہیں فرمایا کہ ما فعل  
الرسول فخذوا وما نهی فاستہوا اور رسول ہو کرے کہ وادرجہ کرے اُس سے بچو کہ شرعاً یہ دونوں قائل  
منقرض ہیں۔ امام ابوبکر کے علم نسبہ پد علم و جدہ طریقت شاہ عبد العزیز صاحب ہدی تحفہ اثنا عشریہ میں  
فرماتے ہیں،  
نکدہ چیزے دیگرست و مع فرمودن چیزے دیگر  
کسی چیز کا نہ کرنا اور شئی ہے اور منع کرنا اور  
شئی ہے۔ (ت)

تاسعاً اگر مجرد عدم نقل یا عدم فعل مستلزم حاجت ہو تو کیا جواب ہوگا، شاہ ولی اللہ اور اُن کے  
والد شاہ عبد الرحیم صاحب اور صاحبزادے شاہ عبد العزیز صاحب اور امام الطائفہ میاں اسماعیل ادرائیک

۱۰ فتح القدیر کتاب الطہارۃ مطبوعہ مکتبہ فوریہ رضویہ سکس  
۱۱ کتاب سعی المشکور فی رد المذہب المشہور لعبد الحی خلیفہ روایۃ و جمالت الخ مطبوعہ مکتبہ فیض کھنؤ ص ۹۷  
۱۲ القرآن ۲۴/۵۷  
۱۳ تحفہ اثنا عشریہ باب ہم مطالع ابوبکر رضی اللہ عنہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۶۹

پیر سید احمد اور شیخ السلسلہ جناب شیخ محمد و صاحب اور علامہ سلسلہ مرزا منظر صاحب وقاضی ثناء اللہ صاحب وغیرہم سے جنہوں نے اذکار و اشغال و اوراد وغیرہ کے صمدی طریقے احداث و ایجاد کئے اور ان کے محدث و مخترع ہونے کے خود اقرار کئے پھر انہیں سبب قریب انہی درخصائے ربانی جانائے اور خود غل میں ملنے اور ان کو ان کی ہدایت و تلقین کرتے رہے۔ شاہ ولی اللہ قول الجہل میں لکھتے ہیں:

لعمریبت تعین الاداب ولا تلک الاشغال۔<sup>۱</sup> نہ یہ تعین آداب شامت ہے اور نہ یہ اشغال۔ (ت)

مرزا جانی صاحب مکتوب ۱۱ میں فرماتے ہیں:

ذکر ہر یک کیفیت مخصوصہ و نیز مراقبات ہر احوال معمولہ کہ در قرون متاخرہ رواج یافتہ از کتاب و سنت ماخذ نیست بلکہ حضرات مشائخ بطریق الہام اعلام از مبدیہ فیاض اخذ نموده اند و مشرعیان ازاں ساکت است و داخل دائرۃ اہانت و فسادہ دران تحقق و انکار آں ضرورت ہے۔

ذکر باب آخر مخصوص کیفیت کے ساتھ اس طرح احوال معمول کے ساتھ مراقبات جو متفرق کے دور میں رواج پائے ہیں یہ کتاب و سنت سے ماخوذ نہیں بلکہ حضرات مشائخ نے بطریق الہام و اعلام مبدیہ فیاض سے حاصل کئے ہیں اور شریعت الہی کے بارے میں روش سے اور یہ دائرۃ اہانت میں داخل و اہان کے فائدہ ہیں نقصان کوئی نہیں۔ (ت)

فیہ خضر اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر سے تفصیل اپنے رسالہ انہار الانوار من یوم صلوۃ الاسرار میں ذکر کی و اللہ التوفیق۔

عاشق ان سبب صاحبوں سے درگیر ہے، خود وہ عالم جن کا فتویٰ اس مسئلہ میں تھا را مبلغ استناد و وثائق استناد ہے یعنی مولوی لکھنوی مرحوم انہیں کے فتاویٰ کی تصریحات جلیہ تنقیصات قریہ دیکھتے کہ ان کے اصول و فروع کس درجہ تھارے فروع و اصول کے قاطع و قاض ہیں۔ پھر ان مسائل میں ان کا دامن تھا منہا چرا بنا خود کا ضرر جل سے سامنا جمل و ہوش سے لڑائی ٹھاننا، نافع و مضر میں فرق ٹھاننا، نہیں تو کیا ہے۔ میں یہاں ان کی صرف دو عبارتیں نقل کروں گا جو حضرات و دایہ کے اسی مخالفہ عامۃ الودود یعنی حدود و خصوص اور قرون ثلثہ سے عدم و رد کو دلیل منع جاننے کی قاطع و قاض ہیں اور وہ بھی صرف اسی مجدد فتاویٰ نہ ان کے دیگر رسائل سے تاکہ سب پر ظاہر ہو صحر

کہ یا کہ پانچ عشق در شیب و یجور  
(تو نے اندھیری رات میں کسی سے عشق بازی کی)

پھر ان میں بھی قصہ استیعاب نہیں بلکہ صرف چند عبارتیں پیش کروں گا، بعض مفید ضوابط و اصول اور بعض میں فروع کا طے اصولی فنون و اللہ المستعان علی کل جہول۔

**الاصول**۔ عبارت ۱: مجمر فتاویٰ جلد اول کے صفحہ ۵ پر علامہ سید شریف کے حاشیہ مشکوٰۃ سے استناد اُقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حدیث،

من احداث فی امرنا ہذا مالیس عندہ نہیں ہے ہمارے امر میں نئی ایجاد کی وہ اس میں سے نہ تھی وہ مردود ہو گئی۔ (ت)

کی شرح میں فرمایا،

المعنی ان من احداث فی الاسلامہ رأیاً  
لہ یکن لہ من الکتاب والسنة سند ظہر  
او خفی ملفوظ او مستنبط فہو مردود علیہ  
انتہی لہ

ترجمہ ثابت ہوا کہ قرونِ ثلث سے ورور خصوصیت نہ رہا ضرور نہیں بلکہ علوم و اطلاق اباحت میں دخولیہ بندہ کافی ہے کہا ہوا مذہب اہل الحق (جیسا کہ اہل حق کا مذہب ہے۔ ت)

عبارت ۲: اُسی کے صفحہ ۵ پر امام ابن حجر مکی کی فتح مبین شرح اربعین سے ناقل،  
الساد من قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی  
آلہ وسلم من احداث فی امرنا ہذا مالیس  
منہ ما ینامیہ اولا یشہد لہ قواعد  
الشرع والادلة العامة انتہی لہ

عبارت ۳: اُسی صفحہ میں خود لکھتے ہیں،  
گمانِ نیری کہ استحسان شرعی صفت آن مامورہ  
یہ گمان نہ ہو کہ استحسان شرعی ایسے مامورہ کی

است کہ صراحتہ در ویلے از دلائل اربعہ امر با و وارد شدہ  
باشد بلکہ استحقاق صفت ہر مامور بہ است۔ خواہ صراحتہ  
امر با و وارد شدہ باشد یا از قواعد کلیہ شرعیہ سندش  
یافتہ شدہ باشد۔

جبارت ۴ : صفحہ ۵ پر لکھا۔

ہر محدثیکہ وجودش بمخصوصہ در زمانہ از ائمہ ثلاثہ  
نہا شد لیکن سندش در ویلے از اولہ اربعہ یافتہ شود  
ہم مستحسن خواہ شدنی بینی کہ بناسے مدار کش ائمہ۔

جبارت ۵ : صفحہ ۵۳۱۔

کتاب فقہ میں نظائر اس کے بہت موجود ہیں کہ از منہ سابقہ میں ان کا وجود نہ تھا مگر بہ سبب  
اغراض صالحہ کے حکم اس کے جواز کا دیا گیا۔

الفروع — جبارت ۶ : صفحہ ۱۱۲۔

اگر تسلیم کر لیں کہ ذکر مولد در از منہ ثلاثہ نبود نہ از مجتہدین  
حکم او منقول شد لیکن چون در شرع اس قاعدہ  
محمد شدہ است کل مرد من افراذ شرع العلم  
فہو مندوب و ذکر مولد نیز زیر آفتلابہ حکم  
مندوبیت او واردہ خواہ شد۔

اگر میں تسلیم کر لیں کہ ذکر مولد تین زمانوں میں سے کسی  
میں نہیں اور مجتہدین سے اس کا حکم منقول نہیں لیکن  
شرع میں جب یہ بنیادی قاعدہ ہے کہ ہر وہ فرد جس سے  
علم کی اشاعت ہو وہ مندوب ہوتا ہے تو ذکر مولد بھی  
اسی میں شامل ہے تو ضروری ہے اسے بھی مندوب  
کہا جائے۔ (ت)

جبارت ۷ : صفحہ ۲۹۸۔

بعد از رکعت سنتِ ظہر و مغرب و عشا کے دو رکعت قنل پڑھنا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

۹/۲	مطبوعہ مطبعہ یوسفی فرنگی محلہ کھنہ	کتاب المحظوظات	۱
۱۱۳/۱	"	کتاب المساجد	۲
۱۲/۴	"	"	۳

اب تک نظر سے نہیں گزرا لیکن جو شخص بقصد ثواب بدون اعتقاد سنت پر گئے گا وہ ثواب پائیگا  
کیونکہ حدیث میں وارد ہے:

الصلوة خیر موضوع فمن شاء فليقل ومن شاء فليكثر  
نماز سب سے بہتر عمل ہے جو چاہتا ہے کم کرے اور جو چاہتا ہے زیادہ کرے (ت)

**اقول** سائل سے پوچھا تھا اصل اس کی سنت و اجماع و قیاس سے ثابت ہے یا نہیں اور اُن میں  
بعض کے لئے ثبوت خاص احادیث سے نظر فقیر میں حاضر مگر کلام رد خیالات و بدیست میں ہے وہ حاصل (اور  
یہی حاصل ہے۔ ت)

**جہارت ۸، صفحہ ۲۹۴**

الوداع یا الفراق کا خطبہ آخر رمضان میں پڑھنا اور کلمات حسرت و رخصت کے لہ کرنا فی نفسہ  
امر مباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعث ندامت و توبہ سامان ہوئے تو امید ثواب ہے مگر  
اس طریقہ کا ثبوت قرونِ ثلاثہ میں نہیں ہے

**جہارت ۹، مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۰**

کسیکے ہی گوید کہ وجود یہ و شہود یہ از اہل بدعت اند  
قولش قابل اعتبار نیست و غشاء قولش حمل و  
ناواقفیت است از احوال اولیاء از میں توحید  
وجودی و شہودی و شامری کہ دم ہر دو فرقہ ساختہ  
قابل طاعت است و اللہ اعلم  
جو شخص یہ کہتا ہے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود  
و اے اہل بدعت ہیں اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں  
اور اس کی وجہ اس کا احوال اولیاء اور معنی توحید  
وجودی اور شہودی سے جہالت و ناواقفیت ہے  
اور وہ شاعر جوان دونوں طبقات پر طعن کرتا ہے  
وہ قابلِ مذمت ہے واللہ اعلم (ت)

ذراتیۃ الایمان کی بالا خوانیاں یاد کیجئے۔

**جہارت ۱۰، صفحہ ۴۲۱**

فی الواقع شعلِ برزخ اس طور پر کہ حضرات صوفیہ صافیہ نے لکھا ہے نہ شرک ہے نہ ضلالت

۱۵۳/۱	مجموعہ مطبوعہ یوسفی فرنگی محل لکھنؤ	کتاب الصلوٰۃ	۱
۲۲-۲۵/۲	" " "	کتاب المحظروا لا باحہ	۲
۵۸/۲	" " "	"	۳

ہاں افراط و تفریط اس میں مغیر خلافت کی طرف ہے، تقریر اس کی مکتوب مجدد العتہ ثانی میں  
جا بجا موجود ہے واللہ اعلم

بھئی اللہ وہ عالم کہ تمہارے مذہب کا مذہب پر معاذ اللہ ہر ائمہ شریک و مجوز شریک ہو چکا اس پر اعتقاد اور اس کے  
فتوے سے استناد کس دین و دیانت میں روا۔

عبارت ۱۱: اسی کی جلد سوم صفحہ ۵۰ میں ہے،

سوال: وقت ختم قرآن در تراویح مبارک  
سورۃ اعراس می خوانند مستحسن است یا نہ  
جواب: مستحسن است بکے

سوال: تراویح میں ختم قرآن کے وقت تین بار سورۃ  
اعراس پڑھنا مستحسن ہے نہیں؟  
جواب: مستحسن ہے۔ (ت)

عبارت ۱۲: صفحہ ۱۲۵

اجماع میان تکلم بالغا علی سلام و دست برداشتن و  
بر سر یا سینہ نہادی پس ظاہر الالباس بہ است

فہذا سلام کہے ہوئے سر یا سینہ پر ہاتھ رکھنے میں  
ظاہر کوئی حرج نہیں۔ (ت)

عبارت ۱۳: صفحہ ۱۲۷

سوال: بسم اللہ زشتی بر پیشانی میت از انگشت  
درست یا نہ؟

سوال: میت کی پیشانی پر انگلی سے بسم اللہ کہنا  
درست ہے یا نہیں؟

جواب: درست است بکے

جواب: درست ہے۔ (ت)

عبارت ۱۴: صفحہ ۱۳۲

سوال: قیام وقت ذکر ولادت با سعادت کے جواب میں قیام بالقصرہ کا قرون ثلاثہ سے منقول نہ ہونا اور بعض  
احوال میں صحابہ کرام کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے قیام نہ کرنا نقل و تحریر کے ٹکٹے ہیں،

لیکن علامہ عزمین شریفین زادہ اللہ شرفا قیام  
می فرمایند امام برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ در رسالہ مولد  
فرماتے: کے علماء قیام کرتے ہیں، امام برزنجی رحمۃ اللہ

مجموعہ فتاویٰ

مجموعہ فتاویٰ

۳۵

۳۶

باب التراویح

باب المصافحۃ والمعاذۃ

باب ما يتعلق بالمرقی

مطبوعہ مطبعہ یوسفی فرنگی محل کھنڈ

"

"

۵۷/۳

۱۲۱/۳

۱۲۳/۳

فی زلیسہ وقد استحسن القیام عند ذکر مولد الشریفین ذور وایة ودرایة قطوبی لان کان تعظیماً علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایة مرامہ وصرعاً انتہی

رسالہ مولد میں لکھتے ہیں صاحب روایت ودرایة اللہ ذکر مولد شریفین کے وقت قیام مستحسن تصور کرتے ہیں مبارک ہے ان علماء کے لئے جس کا مقصد و منزل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تعظیم ہے انتہی (ت)

یعنی ذکر ولادت شریفین کے وقت قیام کرنے کو ان اماموں نے مستحسن فرمایا ہے جو صاحب روایت و روایت تھے تو خوشی و شادمانی ہر اسے جس کی نہایت مراد و مقصد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور خود مجیب لکھنوی حرمین طیبین کی مجالس متبرکہ میں اپنا ماحول و شریک ہوا بیان کرتے اور انہیں مجالس متبرکہ لکھتے ہیں حالانکہ بشہادت مجیب و مشاہدہ قرائن مجالس ملائک سانس کا قیام پر مشتمل ہونا یقینی۔ مجیب موصوف اسی جلد فتاویٰ صفحہ ۵۲ میں لکھتے ہیں،

در مجالس مولد شریفین کہ از سورۃ الفتح تا آخر می خوانند البتہ بعد ختم ہر سورۃ تکبیری گویند راقم شریک مجالس متبرکہ بودہ این امر را مشاہدہ کردہ ام ہم در مکہ معظمہ ہم در مدینہ منورہ ہم در جده مکہ عبارت ۱۵: طرفیہ کہ صفحہ ۱۲۰ پر لکھتے ہیں،

مولد شریفین کی مجالس میں سورۃ الفتح سے لے کر آخر تک پڑھتے ہیں ہر سورت کے اختتام پر تکبیر لکھتے ہیں راقم الحروف مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور جده میں ان مجالس مبارکہ میں شریک ہوا ہے۔ (ت)

سوال: پادشہ جندہ سالار مسعود غازی و در مصروف خود آرد یا تصدق نماید؟

سوال: سالار مسعود غازی کے جندہ سے کا کپڑا اپنے مصروف میں دیا جاسکتا ہے یا اسے صدقہ کر دیا جائے؟

جواب: ظاہر اور استعمال پادشہ ذکر بعرف خود بھی کہ موجب بڑہ کاری باشد نیست و اولے آنست کہ بمساکین و فقراء دہدے

جواب: ظاہر اپنے استعمال میں لانے میں کوئی گناہ نہیں، ہاں بہتر یہ ہے کہ مساکین و فقراء پر خرچ کر دیا جائے۔ (ت)

ذرا حضرات مخالفین اس اولیٰ آنست (بہتر یہ ہے۔ ت) کی وجہ بتائیں اور اسے اپنے اصول پر منطبق

۱۳۰/۴	مطبوعہ مطبع یوسفی قرنگی محل لکھنؤ	باب قیام میں و شریف	سہ مجروح فتاویٰ
۵۲/۳	" " " "	باب القراءۃ فی الصلوۃ قراءۃ فاتحہ خلف اللہ	سہ "
۱۱۶/۳	" " " "	باب مایکل استعمال و مایکل	سہ "



فراموشی و لاجول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس قسم کے کلام رسائی و مسائل عجیب میں بکثرت ملیں گے  
و فیما ذکرنا کفایۃ اللہ واللہ سبغہ ولی الہدایۃ (جو کچھ ہم نے ذکر کیا یہ کافی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی  
ذات پاک ہے اور وہی ہدایت کا مالک ہے۔ ت)

بجملہ اللہ جواب اپنے مفتی کو پہنچا اور تحقیق حق تا دزدۃ علیا لب نہ رہا مگر سعی با نفعین کا وہ پہلا رونما یعنی  
عوام کا بعد نمازِ فرائض بھی دعا سے دست کش ہونا یہاں اگر میں نقل احادیث پر اتروں تو ایک مستقل رسالہ اہل  
کروں مگر حکم ضرورت صرف مولوی عبدالحی صاحب کا ایک فتویٰ ملنا نقل کرتا ہوں جس پر غیر مقلدین زمانہ کے امام اعظم  
نذیر حسین دہلوی کی بھی مہر ہے، مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ ۴۴۴

چہی فرمایند علما نے دین اندری مسئلہ کہ رفع یدین در  
دعا بعد نماز چنانکہ معمول اندر ایں ریاست ہر چند  
فقہا مستحسن می نویسند و احادیث در مطلق رفع یدین  
در دعا نیز وارد دین خصوص ہم حدیث وارد دست  
یا نہ بینوا تو جہدوا۔

ہو المصوب دریں خصوص نیز  
حدیث وارد دست عاف ابو بکر احمد بن محمد بن سنان  
اسلم بن السنی در عمل الیوم و الیلہ می نویسند حدیثی  
احمد بن الحسن حدیث ابو اسحق  
یعقوب بن خالد بن یزید الیاسی حدیثی  
عبد العزیز بن عبد الرحمن القرشی عن  
خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم انه قال ما من عبد  
بسبط کفیه فی دبر کل صلوۃ ثم یقول  
اللهم الہی والہ ابراہیم واسحق  
و یعقوب والہ جبرئیل میکائیل واسرافیل  
اسئلک ان تستجیب دعوتی فانی مضطر و تعصفت  
فی دین فانی مبتلی و تسالنی

اس بارے میں علما کیا فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد دعا  
میں ہاتھ اٹھانا جیسا کہ اس علاقے کے اندر کا طریقہ  
ہے کیسا ہے؟ فقہاء نے اسے مستحسن لکھا ہے آماد  
میں مطلقاً دعا میں ہاتھ اٹھانے کا تذکرہ بھی آیا ہے  
کیا اس سلسلے میں کوئی حدیث ہے یا نہیں؟ بیان کئے اجر پاد۔  
ہو المصوب، اس بارے میں خصوصاً  
حدیث بھی وارد ہے عاف ابو بکر احمد بن محمد بن سنان  
بن السنی اپنی کتاب عمل الیوم و الیلہ میں لکھتے ہیں کہ  
مجھے احمد بن حسن انھیں ابو اسحق یعقوب بن خالد  
بن یزید الیاسی نے انھیں عبد العزیز بن عبد الرحمن  
القرشی نے انھیں خصیف نے حضرت انس رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نے فرمایا جس شخص نے بھی ہر نماز کے بعد  
اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور پھر عرض کیا: اے اللہ  
میرے معبود، سیدنا ابراہیم واسحق اور یعقوب کے  
معبود، جبرائیل میکائیل اور اسرافیل کے الہ! میں تجھ  
سے سوال کرتا ہوں کہ میری دعا قبول کیجئے میں مضطر  
مجھے میرے دین میں محفوظ رکھئے، میں مبتلا ہوں مجھے

اپنی رحمت عطا کیجئے میں نہایت گنہگار ہوں میرے  
فقر کو دور کر دیجئے میں نہایت مسکین ہوں۔ تو  
اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کے ہاتھوں کو حسالی  
دلو گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

برحمتک فانی مذنب وتنقی عنی الفقر فانی  
متمسک بالاکان حقاً علی اللہ عزوجل ان  
لا یزیدنی یہ خائبتین واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد حیدر  
ابو الحسنات

یہ جواب صحیح ہے اور اس کی تائید وہ روایت  
بھی کرتی ہے جو ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں  
اسود عامری سے انھوں نے اپنے والد سے بیان  
کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
ساتھ نماز فجر ادا کی آپ نے سلام پھیرا، ہاتھ  
اٹھائے اور دعا کی الحدیث، لہذا نماز فرض کے بعد  
سید الانبیاء اسوۃ الاتقیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے جیسا کہ  
علماء اذکیاء پر مخفی نہیں۔ (ت)

الجواب صحیح و یؤیدہ  
رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ فی المصنف  
عن الاسود العامری عن امیہ قال صلیت  
مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
الفجر فلما سلم انصرف ورفع ید یدیه و  
دعا الحدیث فثبت بعد الصلوۃ المخصوصۃ  
برفع الیدین فی الدعاء عن سید الانبیاء  
اسوۃ الاتقیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم كما  
لا یخفی علی العلماء الاذکیاء۔

محمد  
نذیر حسینی

لطیفہ: فقیر غفرلہ الملک القدر نے وہابیہ کے اس خیال ضل کے نذر و ابطال کو کہ جو کچھ بخصوصہ قرون ثلاثہ  
سے منقول نہیں ممنوع ہے، عجیب کی پندرہ جہاں میں نقل کیں مگر لطیف یہ ہے کہ خود ہی فتوے جس سے یہاں  
انھوں نے استناد کیا اس خیال کے ابطال کو بس ہے، عجیب کی عادت ہے کہ شروع جواسبب میں  
ہوالمصوب (وہی درست کرنے والا ہے۔ ت) یہی لفظ اس فتوے کی ابتداء میں بھی لکھا کما سمعت  
نعمہ (جیسا کہ اس کے الفاظ آپ پیچھے پڑ چکے۔ ت) اب حضرات مخالفین ثابت کر دکھائیں کہ حضور

